بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزیز اللہ بوہیو

مسئلہ وجود باری تعالیٰ

دنیا میں منکرین خدا تو کارل مارکس کی طرح کئی لوگ ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم نے بھی کیا ہے سورت الجاثیہ 45 آیت نمبر 25-24-23۔ لیکن میں یہاں صرف نیاز فتح پوری کا نام لوں گا۔ وہ اس وجہ سے کہ یہ شروع میں وجود باری تعالیٰ اور فلسفہ قرآن کا حامی رہا ہے آگے چل کر اسنے اللہ کے وجود کا انکار کیا ہے۔

نیاز فتح پوری صاحب اپنی کتاب "من ویزداں" کے شروع میں نظریہ وجود باری تعالیٰ کے وکیل اور ترجمان نظر آتے ہیں مگر بعد میں خود ہی منکر وجود باری تعالیٰ بن گئے۔ ویسے تو اس بات کا سبب میں نے خود اس کی کتاب من ویزداں سے ہی معلوم کیا ہے۔ جو یہ ہے کہ وہ ایک عالم دین کا خانوادہ تھا اور خود بھی فاضل مدرسہ تھا اور اس کی طبیعت جستجو اور ریسرچ پسند تھی۔ وہ لکیر کا فقیر نہیں تھا۔ اس کے والد کے پاس علمائے وقت کی آمد ورفت کا سلسلہ کافی سارا تھا تو لا محالہ علماء سے ایک علم دوست کی حیثیت سے وہ موقع بموقع ہر قسم کے سوالات پوچھتا رہتا تھا۔ خاص کر عربی مدارس کے علماء میں سائنس اور علوم عقلیہ کی کوئی سوجھ بوجھ کا یارا نہیں ہوتا تو وہ مہمان علماء اپنے میزبان نوجوان کے سوالات سے گھبرا کر سب ایک ہی جواب دیتے تھے کہ دین میں آنکھیں بند کر کے بغیر عقل سے کام لینے کے سلف صالحین کی روایات کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ سو نیاز صاحب کو سب مولویوں سے اسکے سوالات سے لاجواب ہونے کے بعد اس ایک ہی قسم کے جواب نے بڑا مایوس کیا بلکہ مشتعل بھی کر دیا کہ جس قرآن کے نام پر یہ مولوی حضرات خیرات وصدقات لے لے کر پل رہے ہیں وہ قرآن تو جگہ جگہ عقل استعمال کرنے کی اپیل کرتا ہے فکر و شعور سے کام لینے کی دعوت دیتا ہے اور اس کے نام لیوا مولوی لوگ غور و فکر کو تعقل و تدبر کو حرام بنائے بیٹھے ہیں۔ سو مولویوں کی جہالت سے تنگ آکر کہتا ہے کہ اگر اس قسم کی مذہبی پیشوائیت مسلمان ہے تو لے جائیں یہ لوگ اسلام اپنا۔ میں کافر ہی اچھا ہوں نہیں چاہیئے مجھے ان کا اللہ۔ میں اپنے اس مضمون "مسئلہ وجود باری تعالیٰ" میں سارا استدلال کتاب قرآن سے پیش کروں گا باوجودیکہ دہریوں کی کیمپ کے کئے نیم خواندہ ملاؤں کے مثل دہریے نہ اللہ کو مانتے ہیں نہ ہی قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں ان دہریت کے ملاؤں سے میرا سوال ہے کہ وہ قرآن کے کسی بھی قانون اور صول کو غیر سائنسی ثابت کر کے دکھائیں!! بلکہ سائنس کے کئی ماہریں نے علم سائنس کا ماٰخذ اور مدرسہ ہی قرآن کو قرار دیا ہے اس موضوع پر کئی لوگوں کی کتابیں مارکیٹ میں موجود بھی ہیں دہریوں کے اندر ملاؤں کے مثل جاہلوں کی بھی وافر مقدار ہے جو انکا مطالبہ ہے کہ جب اللہ کو

جسم نہیں ہے تو گویا اللہ ہے ہی نہیں اس سوال کا جواب تو ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے میں علم سائنس کے ان دعویداروں کی خدمت میں جواب عرض کرتا ہوں کہ اجسام کثافت سے جڑتے ہیں اللہ نے اپنا تعارف صفت لطیف سے کرایا ہے۔ مقصود کثیف اجسام نہیں ہوتے مقصود جوہر ہوتا ہے میں اپنے اس مضمون میں جلدی جان چھڑانے کیلئے منکرین خدا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ باوجود یکہ اللہ نے اپنے لئے یہ ضرور اعلان کیا ہے کہ متقین لوگ وہ ہیں جو یؤمنون بالغیب بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں لیکن مظاہر کائنات بصیرت والے لوگوں کو پکار رہے ہیں کہ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (20-29) یعنی کائنات کا ایک ایک ذرہ آپ کو اللہ کا پتہ بتائے گا برابر اللہ نے یؤمنون بالغیب کہا ہے ساتھ میں خاص کر کے دہریوں کو اللہ فرما رہا ہے کہ جہان کے درختوں کا ایک ایک پتہ ایک ایک ٹھکری تمہیں میرا پتہ بتائے گی صرف بصیرت سے کام لو میرے کئی سارے صفاتی ناموں میں سے میرا ایک نام قوی یعنی طاقت بھی ہے (57-25) اس پر کبھی آپ نے غور کیا ہے؟

میں جناب نیاز فتح پوری کی کتاب من و یزداں جو سوا سات سو صفحات پر مشتمل ہے اس کے جملہ مضامین اور استدلالات پر تو ان کے جملہ جوابات لکھ سکنے کے باوجود اب اس کتاب میں وہ نہیں لکھ سکوں گا۔ لیکن ایسے اور بھی منکرین خدا دانش وروں سے آج تک علمی حوالوں سے میرا مباحثہ رہتا ہے۔ میرا عزیز رشتہ دار ڈاکٹر اللہ داد بوہیو تیس پینتیس سال پہلے فوت ہو گیا جو علم سماجیات میں PHD تھا۔ حکومت پاکستان کی جانب سے سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کی جانب سے نصاب ساز بورڈ کا ممبر رہا ہے۔ وہ مجھے کہتا تھا کہ میں اللہ کو نہیں مانتا، اس لئے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں ہے البتہ محمد علیہ السلام کو ضرور مانتا ہوں۔ میں مشاہدہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ میں نے اسے جواب میں کہا کہ آپ کا جناب محمد علیہ السلام پر ایمان لانا یہ تو پرائے مشاہدوں سے ہوا علم تاریخ سے ہوا یہ آپ کا اپنا مشاہدہ تو نہیں ہوا۔ پھر تاریخ میں ایسے کئی فرضی کردار اور فرضی شخصیتیں ہیں جو پیدا ہی نہیں ہوئیں وہ صرف قلم کاروں کی اختراعات ہیں۔ آپ اور آپ کے ہم خیال لوگ ان غیر فطری پیدا شدہ فرضی کرداروں کو مان رہے ہو وہ بھی صرف جھوٹی تاریخوں کے حوالوں سے۔ جب کہ اللہ کے وجود پر بے شمار کرّے، بے شمار گلیکسیز جو خلاؤں میں تیر رہی ہیں۔ جن کی تعداد کروڑوں سے بڑھ کر اربوں کھربوں تک ہے اور ان کے لئے اللہ کا یہ اعلان ہے کہ.....وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ(36-40) یہ اتنی بے شمار ٹریفک خلاؤں میں تیر بھی رہی ہے اور اللہ کا یہ بھی اعلان ہے کہ اس کی سبع سماوات کی تخلیق کو ان گنت طبقات میں اس نے بنایا ہوا ہے جن کی تخلیق کے اندر ایک بال کے برابر بھی ناپ میں تفاوت نہیں۔۔۔فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ

تَرٰى مَنْ فُطُوْرٍ۔(67-3)تومشاہدوں کے جملہ کیمرے نصب کرکے بار بار چیک کرکہیں بھی تجھے میری مصنوعات میں کوئی فطور نظر نہیں آئے گا۔

میں نے اپنے عزیز ڈاکٹر اللہ داد بوہیو کو کہا کہ علم، مشاہدہ کے بغیر علامات سے بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ کسی نے راستہ میں جاتے ہوئے اگر میگنیاں دیکھیں تو وہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں سے بکریوں کا ریوڑ گزرا ہے چہ جائیکہ اس وقت وہ بکریاں نظر سے اوجھل بھی کیوں نہ ہوں تو کائنات کے سورج چاند ستارے، گرمی سردی بادل بارش زمین اور اس کی نباتات اور ان کی ساخت اور اس میں ترتیب موسموں کے جدا جدا فصل اور اس سے بھی کئی قسم قسم کی رنگینیاں ایک بہت بڑے خالق اور صناع کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ کیا یہ بے حس اور جامد مادہ جس میں نہ حیات ہے نہ عقل ہے نہ شعور ہے سب کچھ کس طرح ایسے ہنر پیدا کر سکتا ہے۔ دنیا کے جملہ زندہ سائنس دان تو اللہ کی تخلیقات کے نقال ہیں خود سے تو انہوں نے بھی کوئی سی چیز نہیں بنائی بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ نقل کے معاملہ میں بھی اللہ کی جملہ تخلیقات کی کاپی بھی پوری نہیں کر سکے۔ آج کل جو کلوز کمیو نیکیشن ہے اس کے لئے بھی تو اللہ نے آج سے پندرہ سو سال پہلے بتادیا تھا کہ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ(81-7)۔

محترم نیاز فتح پوری بھی قرآن اور محمد علیہ السلام کو مانتا ہے لیکن اللہ کو نہیں مانتا اگرچہ اس نے اللہ کا یہ چیلنج بھی قرآن میں پڑھا ہوا ہے کہ اس قرآن جیسی کتاب بنانے کا کسی میں دم نہیں ہے۔ جبکہ اس چیلنج میں خود جناب محمد علیہ السلام بھی شامل ہیں یعنی وہ بھی قرآن جیسی کتاب نہیں بنا سکتے(17-88)۔ اصل بات نیاز صاحب کیلئے وہی ہے جو میں نے کہی کہ وہ مذہبی پیشوائیت کے دین اسلام پر ناجائز قبضہ اور ان کی عقل سے دشمنی کی وجہ سے طیش میں آکر خود کو خدا کا انکاری مشہور کر بیٹھا ہے۔

نیاز فتح پوری کی طرح رواں دور کے کئی اور بھی منکریں خدا دشمن اسلام حدیث ساز امام بخاری کی اس من گھڑت جھوٹی حدیث پر ایمان لائے ہوئے ہیں کہ جناب رسول علیہ السلام کو جو پہلی وحی آئی تھی وہ اس سے ہراساں ہو کر کانپ اٹھے تھے اور یہ تک نہیں سمجھ پائے کہ میرے ساتھ یہ کیا ماجرا ہوا ہے جس پر گھر میں آکر اپنی بیوی سے روئداد بیان کی اور وہ اسے اپنے عم زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی جو عیسائی مذہب کا تھا اس نے ماجرا سن کر بتایا کہ آپ تو نبی بن گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

محترم قارئین! آگے منکریں خدا نے اس بات سے یہ بھی بتنگڑ بنایا ہے کہ موجود قرآن اور جناب رسالت مآب کی ٹوٹل نبوت یہ ساری اختراعات ورقہ بن نوفل کی گھڑاوتیں ہیں جس نے اپنے بھنوئی محمد علیہ السلام کو نبی بنانے کیلئے آگے کر کے سارا کار نبوت خود چلایا ہے جناب قارئین ایسی بے پر کی اڑانے والے اتھیسٹ اس رام کہانی میں مجوسی امام بخاری کے اتباع اور آڑ میں اپنی انکار خدا اوالی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں انکی عقل اس جھوٹی حدیث کو بھی سمجھ نہیں پائی کہ ورقہ بن نوفل کی طرح جو اسکی فرضی نام کی چچازاد بہن خدیجہ کو حدیث سازوں نے رسول کی بیوی بنایا ہے وہ بھی اصل انکے میں علم حدیث کی پیداوار ہے جو اسکے نام میں بھی معنوی توہین ہے وہ یہ کہ خدیجہ کی معنی ہے اونٹنی کا کچی حالت میں گراہوا بچہ ۔ ایسے ناموں کے متعلق جناب رسول علیہ السلام کو حکم ہے کہ یہ تمسخر اور توہین والے نام بدلکر اچھی معنی والے نام رکھو(49-11)سو ہمارا یقین ہے کہ جناب رسول علیہ السلام نے قرآن کے سارے احکام مانے ہیں اور جناب رسول کیلئے شروعات وحی کی یہ حدیث جھوٹی ہے اور خدیجہ نام کی کوئی بھی بیوی مانیں گے تو جناب رسول پر حکم قرآن پر عمل نہ کرنے کا الزام آجائیگا۔ ساتھ ساتھ فرضی نام خدیجہ کے تعارف میں جو حدیث سازوں نے اسے ملک حجاز کی مالدار اور امیر ترین عورت بتایا ہے جس کے مال تجارت کے اونٹوں کے قافلے بین الاقوامی لیول پر چلتے پھرتے تھے اسکے بعد حدیث سازوں نے اس عورت کا جناب رسول کو اپنا بزنس نمائندہ بنانا اسکے بعد جناب رسول کو اس مالدار عورت کا شوہر بنانا اس میں حدیث سازوں نے یہ چال کھیلی ہے کہ لوگ جناب رسول کو ملے ہوئے قرآن کی سچائی کی وجہ سے اسپر ایمان نہیں لائے تھے بلکہ ایک مالدار بیوی کے شوہر ہونے کہ وجہ سے مال ملنے کی لالچ کی وجہ سے ایمان لے آئے تھے۔ یہ جو کہاوت مشہور ہے کہ جھوٹ کو پاؤں نہیں ہوتے۔ سو حدیث سازوں نے یہ بھی حدیثیں بنائیں کہ جناب رسول کے گھر میں کئی کئی دن چولھا بھی نہیں جلتا تھا بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے رکھتے تھے۔ اب قارئین لوگ فیصلہ خود کریں کہ ایک طرف امیر اور مالدار بیوی کا شوہر ہے دوسری طرف نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال مکی زندگی میں مسلسل بھوک کی وجہ سے پیٹ سے پتھر باندھ کر گذارا کرتے ہیں گھر میں چولھا بھی نہیں جلتا گویا امیر بیوی جس سے بقول حدیث سازوں کے چار بیٹیاں بھی ہوئی ہیں وہ شوہر کو کھانے پینے کیلئے کچھ بھی نہیں دے رہی یہ بھی حدیث سازوں کے جھوٹ پرکھنے کی ایک بات ہے کہ انہوں نے جو جناب رسول علیہ السلام کو جو یہ پہلی بیوی دی ہے جس سے چار بیٹیاں بھی پیدا ہونے کی حدیثیں لکھی ہیں وہ بیوی نام کے معنی کے حوالہ سے جسمانی طور پر ایب نارمل بھی ہے۔

محترم قارئین! نیاز فتح پوری صاحب اپنی کتاب من ویزداں میں خود لکھتے ہیں کہ امریکہ بیتاب ہے کہ ساری دنیا کی دولت اس کے قبضہ میں آجائے، فرانس مضطرب ہے کہ جرمنی پر اس کا تسلط قائم ہو جائے۔ جرمنی بے قرار ہے کہ فرانس کو فنا کر دے۔ اٹلی بے چین ہے کہ وہ رومہ کی قدیم سطوت استبداد کو پھر زندہ کر دے۔ جاپان کوشش کر رہا ہے کہ وہ ایشیا کو محکوم بنائے لیکن کیا کوئی ایسی قوم بھی ہے جس نے جغرافیائی وملکی امتیاز کو مٹا کر صرف انسانیت کی خدمت کو اپنا مقصد قرار دیا ہو؟ میں نیاز فتح پوری صاحب جو اس وقت زندہ نہیں ہے پھر بھی اس سمیت اس کے جملہ پیروکاروں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ کئی منکرین خدا اتھیسٹ لوگ سرمایہ دار ہیں۔ کمیونزم پر ایمان نہیں لاتے جو کمیونزم یعنی معاشی مساوات کا نظریہ اللہ کا بذریعہ قرآن دیا ہوا نظریہ ہے۔(41-10) گورباچوف سے لے کر سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی اکثریت منکر خدا، اتھیسٹ ہونے کے باوجود سرمایہ پرست بن گئی ہے۔ سو جناب نیاز فتح پوری صاحب جو سوال کر رہے ہیں کہ ہے کوئی ایسی قوم جس نے جغرافیائی وملکی امتیاز کو مٹا کر صرف انسانیت کی خدمت کو اپنا مقصود قرار دیا ہو۔ تو نیاز صاحب یہ دہائی یہ اطلاع تو قرآن نے سنائی کہ یَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ(83-6) یعنی جس دن ربوبیت عالمین کے لئے خلق خدا انقلاب کیلئے اُٹھ کر کھڑی ہوگی وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۔الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُواْ عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۔وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (83-1-3) ناپ تول میں ڈنڈی مار کر غریبوں کو لوٹنے والے سرمایہ داروں کے خلاف خلق خدا نغارے بجاتے ہوئے رزمگاہ ربوبیت عالمین کی خاطر بر سر عام میدان میں آئے گی (بقول قرآن)۔ نیاز صاحب آپ نے اللہ کے وجود کا انکار کر کے اور مرنے کے بعد جینے کا انکار کر کے معاشی انقلاب کی جنگ میں استحصالی لٹیروں کا پلڑا بھاری کر دیا ہے۔ کیونکہ جو ڈاکو اور لوٹ کھسوٹ والی ذہنیت کا حامل ہو گا وہ تو حساب آخرت سے بے خوف ہو کر ہابیل صفت انسانوں کو لوٹے گا اور سوچے گا کہ پھر کیوں نہ اس دنیا کے جیوت میں جی بھر کر لوٹ مار کریں جبکہ آگے کوئی پوچھنے والے نہیں ہے تو کسی سے ڈرنا کیا۔ اور قناعت پسند شریف لوگ بھی یہ سوچیں گے کہ جب نیاز فتح پوری نے یہ کہہ دیا ہے کہ اللہ کا وجود نہیں ہے مرنے کے بعد جینا نہیں ہے تو روکھی سوکھی پر گزارا کر کے زندگی گزار دیں۔ لٹیرے سرمایہ داروں سے جنگ کے لئے تو وسائل کی ضرورت ہے سو پیٹ پالیں یا جنگی اخراجات کیلئے بھیک مانگیں۔ اللہ کے وجود پر ایمان اور مرنے کے بعد جزا سزا کا نظریہ تو دنیا کے کمزور لوگوں کی ہمتوں کو بڑھاتا ہے کہ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّهِ۔۔۔(2-193) جسکا خلاصہ ماحصل کی صورت میں یہ بنتا ہے کہ:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگادو۔
کاخ امرا کی درودیوار ہلادو۔
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر گوشہ و گندم کو جلادو

اور یہ بھی خلاصہ بنتا ہے کہ:

اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے۔
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

نیاز فتح پوری صاحب آپ اور آپ کے ہمنوا جب اللہ کے وجود کو نہیں مانتے اور موت کے بعد دوبارہ جی کر جزا سزا کو نہیں مانتے تو آپ کا قرآن اور محمد علیہ السلام پر ایمان کا دعوی تو بے معنی ہوا۔ آپ کے قبیل کے منکرین خدا کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو محمد کی بنائی ہوئی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ اپنے مضامین میں قرآن سے استدلال بھی کرتے ہیں تو جتنی بار قرآن میں دنیا کا ذکر ہوا ہے تو کم وبیش اتنی ہی تعداد کے مطابق آخرت کا لفظ بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے اگر آپ قرآن کو مانتے ہو تو پھر آپ کا یہ ماننا تو نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ (4-150) یعنی آدھا مؤمن آدھا کافر اور آپکے جناب محمد علیہ السلام کو ماننے کے بھی کیا معنی ہوئے؟۔ اللہ کے وجود کے انکار سے تو آدمی قرآن اور اسے پہنچانے والے نبی اور رسول کا بھی منکر ہو جاتا ہے کیونکہ جب قرآن کے ذریعے نبی نے اللہ کا تعارف کرایا اور قرآن نے محمد علیہ السلام کی نبوت کا تعارف کرایا اور مرنے کے بعد جینے اور جزا سزا کا علم بھی دیا پھر اس سے اگر کوئی انکار کرے تو اس کا جناب رسول کی شخصیت پر ایمان کیا معنی رکھتا ہے؟ یہ تو ایک قسم کا مذاق ہوا۔ پھر جناب رسول علیہ السلام کی جانب سے علم وحی کے حوالہ سے اللہ کے وجود کی خبر دینا اور موت کے بعد حشر نشر جزا سزا کی باتیں بتانے کا بھی انکار ہوا۔ جناب رسول پر اس طرح کے ایمان سے تو یہ دانشور لوگ عوام کو گویا دھوکہ دے رہے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کو نہیں مانتے۔ باقی رسول کو تو مانتے ہیں۔ جب اللہ کو نہیں مانا جائے گا تو پھر کم سے کم رسالت اور نبوت کا بھی تو انکار ہو جاتا ہے اور بغیر رسالت اور نبوت کے قرآن کے میسج کی معنویت کلی طور پر محو ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ قرآن کے حوالہ سے دنیا کی زندگی کی فلاح کی غرض وغایت آخرت کے فلاح سے بھی تعلق رکھتی ہے اور آخرت کی فلاح تو دنیا کی فلاح پر موقوف ہے (2-201) پھر جب نیازی گروہ کہیں یا مارکسی گروہ ان کے پاس آخرت ہی نہیں ہے اور ایسے سب لوگ دنیا کو

عارضی اور مختصر تو ضرور مانتے ہیں پھر جب آخرت کا حساب و کتاب نہ ہو گا تو دنیا میں دیانتدار اور ایمان دار بن کر کوئی کیوں رہے۔ پھر تو ایسا ہوا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ نیاز صاحب لکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر ایک کو سب نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ مل جاتا ہے۔ اس کی یہ بات سراسر غلط ہے اس لئے کہ کئی مقدمات دنیا کی عدالتوں میں پشتہا پشت چلتے ہیں۔ فریادی کب کے مر جاتے ہیں فتوے جبر سے، رشوتوں اور سفارشوں سے بک جاتے ہیں، بدل جاتے ہیں۔

نیاز فتح پوری صاحب اپنی کتاب کے مضمون بنام، خدا المذہبیت کے زاویہ نگاہ سے، میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جس حد تک دلائل کا تعلق ہے خدا کے اثبات و انکار کا مسئلہ اتنا الجھا ہوا ہے کہ شاید ہی انسان کبھی اس گتھی کو سلجھا سکے۔ اس شخص سے جو خدا کو ماننے والا ہے دریافت کیجئے کہ وہ کن دلائل کی بنیاد پر خدا کے وجود کا قائل ہوا ہے تو وہ سوا اس کے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اتنا بڑا عالم بغیر کسی صانع کے آپ ہی کیونکر وجود میں آ سکتا ہے۔ بظاہر یہ دلیل اتنی صاف و صریح اتنی روشن و واضح ہے کہ اس میں چوں و چرا کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن ایک منکر خدا سوال کرتا ہے کہ جب بغیر وجود صانع کے کائنات کا پایا جانا تمھاری سمجھ میں نہیں آتا تو خدا کا آپ ہی ظہور میں آ جانا کس طرح سمجھ میں آ جاتا ہے۔ تو اس کا کوئی تشفی بخش جواب نہیں دیا جا سکتا اور عقل انسانی گم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح منکر خدا سے پوچھا جاتا ہے کہ مادہ اور قوت کیونکر وجود میں آئے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ازخود پیدا ہو گئے۔ اور جب اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ خدا کا ازخود پیدا ہو جانا تو تمہاری سمجھ میں نہیں آتا لیکن مادہ اور قوت کا آپ ہی آپ ظہور میں آ جانا سمجھ میں آ جاتا ہے۔ یہ کیا بات ہے؟ تو وہ بھی گھبرا جاتا ہے اور اس کے پاس بھی اس کا کوئی تشفی بخش جواب نہیں ہوتا۔ میں یہاں نیاز صاحب اور خدا کے وجود کے جملہ منکروں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ کے وجود پر بحث و تمحیص کے وقت اسے آپ لوگ اللہ کو بے شعور و بے عقل مادہ کے تقابل میں اور پلڑے میں رکھ کر کیوں بحث کرتے ہو۔ اللہ تو مدبر کائنات و صاحب عقل و شعور ہے کائنات کی رنگینیاں آسمان اور اوپر کے کئی سارے کُرّوں کو بغیر ستونوں کے خلاؤں میں معلق رکھنا سورج و چاند کے حساب سے مختلف موسم بنانا پھر ہر موسم کے اناج اور پھل جدا جدا بنانا سننے کے لئے کان دینا دیکھنے کیلئے آنکھیں دینا وغیرہ وغیرہ مطلب کہ اللہ تو آپ کے مادے کا بھی خالق ہے اور وہ اس مادہ سے بے شمار ایجادات ہر دم ہر گھڑی نئے نئے ماڈلوں میں لاتا رہتا ہے۔ سائنسدان اللہ صناع کی تخلیقات کی نقالی کرتے کرتے اس کے کل یوم ھو فی شان کی رفتار کو پہنچ نہیں سکتے مطلب کہ مادہ کے اللہ کے ساتھ موازنہ کے وقت آپ کا عقل و شعور کو بھلانا یہ آپ کی خواہ مخواہ اللہ کے ساتھ دشمنی ہے جو بے شعور و بے عقل مادہ کو اللہ مدبر سماوات والارض کے مقابلہ میں فوقیت اور اہمیت دیتے ہو۔ چلو یہ بات تو

ہوئی ابتداء تخلیق کی، اس بات کو چھوڑو، آج جو ایجادات اور سائنسی تخلیقات کی برق رفتاری کا دور ہے آئیں کہ کسی میوزیم میں ایک کلو پتھر کا ایک کلو لوہے کا ایک کلو خشک مٹی کا ایک کلو خشک لکڑی کا رکھتے ہیں اور ساتھ میں ان کے پاس تاریخ کے کتبے رکھنے کا بھی انتظام کیا جائے پھر تین چار صدیوں کے بعد ان اشیاء کا دوبارہ وزن کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ان بے عقل جمادات نے بغیر کسی صانع کے ارتقاء کے سفروں میں کم سے کم اور نہیں تو صرف وزن میں کوئی آدھے چھٹانک کا خود بخود اضافہ اور ارتقا کیا ہے اس نئے تجربہ کو چھوڑیئے آئیں موہنجودڑو، ہڑپہ، ٹیکسلا، اہرام مصر وغیرہ کے آثار قدیمہ کے جامد نشانات کو چیک کریں۔ ان کے اندر کوئی نامیاتی سائنسی تبدیلی بغیر کسی انجینئر کی دخل اندازی کے خود بخود آسکی ہے؟ کوہ ہمالیہ لاکھوں کروڑوں سالوں سے وہی کا وہی ہے اگر پتھروں سے کوئی تاج محل بغیر کسی کاریگر کے بن سکتے ہیں تو کوہ ہمالیہ کے ارد گرد کئی سارے تاج محل بنے ہوئے ہوتے۔ اس لئے اللہ کی صناعی اور کاریگری کو تم لوگ بغیر دلیل کے اور ثبوت کے بے عقل اور جامد مادے کے کھاتے میں کس دلیل کے ساتھ شامل کر رہے ہو۔ جس اللہ نے اپنی تاریخ بتاتے ہوئے فرمایا کہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ(57-3)یعنی وہ اللہ اول ہے اول کے معنی کہ جب کائنات میں کچھ بھی نہیں تھا نہ زمین تھی نہ آسمان تھا نہ سمندر تھے نہ پہاڑ تھے۔ مادہ کا ایک بھی تولہ ماشہ بلکہ ایک رتی بھی نہیں تھی ایک گرام یا ملی گرام بھی نہیں تھا ایک گرام کی ہزارویں لاکھویں مقدار بھی نہیں تھی تو اللہ موجود تھا۔ وہ جو اول ہے تو اول کا تعین کرنے میں آپ کہیں رک نہیں سکتے جسکے کروڑوں اربوں سال بھی ایک لمحہ کے برابر ہیں۔ جس کے سمجھانے کیلئے اللہ نے ایک تمثیل دے کر فرمایا کہ قُلْ لَّوْكَانَ الْبَحْرُ مِدَادًالِّكَلِمٰتِ رَبِّىْ لَنَفِدَالْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَكَلِمٰتُ رَبِّىْ وَلَوْجِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا(18-109)یعنی اگر سمندر کو لکھنے کی سیاہی بنا دیا جائے تو اللہ کی تاریخ کی اس کے فیصلوں کی اس کے کارنامہ ہائے تخلیقات کی تاریخ نویسی کیلئے لنفد البحر تو ایسی سیاہی کے سمندر سوکھ جائیں گے۔ اللہ کی تاریخ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے چہ جائیکہ موجود سمندروں جتنے اور بھی سمندر لائے جائیں۔ آگے سورۃ لقمان میں اللہ عز و جل نے فرمایا کہ وَلَوْاَنَّ مَافِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَام’‘ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّه‘مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍمَّانَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللهِ اِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ(31-27)یعنی دھرتی کے جملہ درختوں کی لکڑیوں ٹہنیوں سے قلم بناؤ اور سمندر کو سیاہی بناؤ وہ سب گھس جائیں گے سوکھ جائیں گے اس کے بعد پھر سات سمندر اور بھی بناؤ تو وہ بھی لکھتے لکھتے سوکھ جائیں گے لیکن اللہ کی تاریخ کے کلمات پھر بھی ختم نہیں ہوں گے۔ مجھے اللہ کی شان میں یہ آیات پڑھتے وقت عزیزم شاعر علی حسن کھوسو مرحوم کے سندھی نظم کے بیت کا ایک مصرعہ یاد

آتا ہے جس میں وہ گانے والے کو کہتا ہے کہ اتنا نہ گائیں جو یہ ساز بھی ٹوٹ جائیں۔ایک دن گھر میں بیٹھے ٹی وی پر میں ایک سین دیکھ رہا تھا کہ دریا کے ایک طرف کے کنارے پر کشتی میں لوگ سوار ہو رہے ہیں اور اس کنارے کی جھاڑیوں سے ایک تیز رفتار بچھو آرہا ہے جو کشتی کی رسی جو لنگر سے بندھی ہوئی تھی لنگر پر چڑھ کر اس رسی پر آتا ہے اور رسی پر چڑھ کر کشتی کے اوپر کے بیرونی کنارے پر چمٹ جاتا ہے۔ کشتی چل پڑتی ہے جب وہ کشتی دریا کے دوسرے کنارے پر آکر لنگر سے باندھی جاتی ہے تو بچھو فوراً رسی کے ذریعے اس کے لنگر پر آکر اس سے خشک زمین پر پہنچ کر تیزی سے چلتا ہے اس طرف کے کنارے پر جھاڑیوں میں کسی برگد کے نیچے ایک آدمی سویا ہوا نظر آتا ہے اور اوپر برگد کے درخت کے نیچے کی طرف جھکی ہوئی ایک ٹہنی سے لپٹا ہوا ایک سانپ ہے جو اپنی دم کو ٹہنی کے ساتھ جیسے کہ گانٹھ دیکر مظبوط کرکے پھر سارا کا سارا نیچے سوئے ہوئے آدمی پر لٹک پڑا ہے اور سوئے ہوئے آدمی اور سانپ کے درمیان اندازاً ڈیڑھ دو فٹ کا فاصلہ ہے اور سانپ نیچے کی طرف جھکنے کے حیلے کرکے اس ڈسنا چاہتا ہے اس دوران وہ بچھو دوسرے کنارے پر آنے کے بعد کشتی سے اتر کر تیزی سے اس برگد کے درخت پر چڑھتا ہے اور اوپر درخت کی کئی ٹہنیوں میں سے اس ٹہنی پر آتا ہے جو نیچے جھکی ہوئی تھی اور اس ٹہنی میں سانپ اپنی دم اٹکائے ہوئے نیچے سوئے ہوئے آدمی کو ڈسنا چاہتا ہے تو فوراً بچھو اس ٹہنی پر آکر سانپ کی دم میں اپنا ڈنگ مارتا ہے جس سے سانپ مر جاتا ہے۔اور وہاں سویا ہوا آدمی بچ جاتا ہے۔ میں اس اپنی آنکھوں دیکھی اسٹوری پر غور کرتا ہوں تو بے جان مادے کے مقابلے میں يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاء إِلَى الْأَرْضِ(32-5)یعنی اللہ اوپر سے زمین کے معاملات کی تدبیریں کرتا ہے کی آیت کریمہ سے گویا اپنی آنکھوں سے اللہ کا اور اس کی تدبیروں کا مشاہدہ کرچکا۔ میں وجود باری تعالیٰ کی بحث کے دوران قارئین کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ حیاتیات کی سائنس باٹنی سائنس زوالوجی سائنس کو غور سے پڑھیں تخلیق کائنات کے جتنے بھی قوانین ہیں یہ سب اللہ کے ایجاد کردہ ہیں علم سائنس کے ماہرین کو شاباش ہے کہ وہ انہیں جزوی طور پر نقل کرسکے ہیں البتہ کلی علم کا سفر اس سے اور بھی لمبا چوڑا ہے۔

نیاز فتح پوری اگر زندہ ہوتے تو مجھے اس کے ساتھ بحث کرنے میں بڑی سہولت ہوتی پھر بھی اہل علم لوگوں کی کمی نہیں ہے میرا اس بات سے مقصد یہ ہے کہ نیاز صاحب اپنے استدلال میں من مانی کرتا ہے اسے عربی زبان پر اتنا عبور نہیں ہے کہ وہ اپنی بات روبرو کسی عربی دان کو منوا سکے۔ میں یہ اپنی بات قارئین کو ایک مثال کے ساتھ سمجھانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ نیاز صاحب اپنی کتاب من و یزداں کے مضمون بقائے روح و معاد میں مسٹر عبدالحمید حیرت بی اے

شملہ کے جواب میں صفحہ نمبر 148 مطبوعہ فکشن ہاؤس لاہور حیدرا آباد کراچی سطر نمبر 17 پر لکھتا ہے کہ آپ دنیا کو آخرت کا نقیض بتاتے ہیں۔ میں اسے انعدام کی نقیض سمجھتا ہوں۔ پھر کچھ آگے یعنی سطر نمبر 20 میں لکھتا ہے کہ اس طرح لفظ دنیا بول کر میرا خیال اسی کی نقیض انعدام محض کی طرف جاتا ہے کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو حالت عدم میں چلا جاتا ہے گویا کہ وہ کبھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ نیاز کی عبارت ختم۔ قارئین لوگوں کی خدمت میں اپیل ہے کہ وہ نیاز صاحب کی اوپر کی عبارت کو بار بار پڑھیں تا کہ اس نے جو لفظ آخرت کے معنی معدوم ہو جانا اور گم ہو جانا اور ناپید ہو جانا کئے ہیں۔ اس کے پڑھنے کے بعد جو اس لفظ کے معنی خود قرآن نے کیئے ہیں اسے پڑھیں پھر اس کے ساتھ آپ کو موازنہ کرنے میں آسانی ہو گی۔ سو غور فرمایا جائے کہ قرآن میں لفظ آخرت اپنے مختلف صیغوں میں کم و بیش تین سو بار استعمال ہوا ہے۔ اتنے سارے استعمالات میں کہیں ایک بار بھی اس کا معنی عدم اور معدوم نہیں ہے کیوں کہ لفظ آخر۔ آخرت۔ تاخیر موٴخر ان سب کی معنی بنتی ہے، دوسرا۔ پچھلا۔ بعد والا دیر سے آنا، ہٹ جانا وغیرہ نیاز صاحب نے اپنے سوا اور لوگوں کو اندھا سمجھ کر آخرت کے معنی انعدام کیا ہے انعدام۔ عدم یا معدوم کا معنے تو گم ہو جانا اور ناپید ہو جاتا ہے۔ تو کیا نیاز صاحب آخرت کے غلط معنی منوانے کیلیئے دھونس کا حربہ استعمال کریں گے؟ سب لوگ اندھے اور جاہل ہیں ایک نیاز فتح پوری ہی دانا بینا عالم ہے۔ اگر نیاز صاحب اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں تو بتائیں کہ اس نے جو اپنی کتاب میں بیسیوں بار قدرت کا لفظ کا استعمال کیا ہے کیا اس کے معنی بھی مادہ لیا جائے جس میں قدرت کا معنوی تصور اتنا تو محال ہے جیسے گدھے کے سینگ پیدا ہونے کی بات کو امکانی حد تک اگر مانا جائے تو جائے۔ کیونکہ گدھا نامیاتی شےء تو ہے لیکن جامد مادہ قدرت رکھنے والا قادر قدیر کس طرح ہو سکتا ہے؟ اگر نیاز صاحب کی کتاب سے قدرت کے الفاظ نکالے جائیں تو نیاز کی انکار خدا والی دہریت کی علمیت ٹھپ ہو جائے گی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ سوچنے والے لوگ سوچیں کہ اللہ عزوجل اپنے وجود کی شہادت منکرین باری تعالیٰ اتھیسٹ دہریوں سے کس طرح دلا رہا ہے کہ ان کو بھی اپنا انکار خدا کا فلسفہ جھاڑنے کیلیئے قادر مطلق کی قدرت کا نام لینے کے سواء کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ میں یہاں قرآن کے لفظ آخرین کے معنی کی خاطر تین سو استعمالات میں سے صرف دو عدد مثال دینے پر اکتفا کرتا ہوں اِنْ يَّشَاْيُذْهِبْكُمْ اَيُّهَاالنَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰ خَرِيْنَ وَكَانَ اللهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا (4-133) یعنی اے لوگو اگر اللہ چاہے تو آپ کو چلتا کرکے دوسروں کو لے آئے۔ اللہ اس پر قادر ہے۔ دوسری مثال وَرَبُّكَ الْغُنِيُّ ذُوالرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَاْيُذْ هِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِ كُمْ مَّايَشَآءُ كَمَآاَنْشَاَ كُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ (6-133) یعنی (اے نیاز) تیرا رب بے نیاز ہے رحمت

والا ہے اگر چاہے تو لے جائے تم لوگوں کو اور آپ کی جگہ آپ کے بعد جن کو بھی چاہے خلافت دیدے۔ جس طرح پیدا کیا آپ کو ایک اور قوم کی نسل سے۔ یہاں نیاز اور اس کے معانی قرآن میں خیانتیں کرنے والے اسکے ہمنوالوگ آخرین لفظ کے معنی عدم انعدام اور معدوم کرکے دکھائیں۔ لفظ دنیا، دنیٰ، یدنو، دنو سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے قرب، قریب ہونا۔ثُمَّ دَنَافَتَدَلّٰی o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی(53-8-9)فِیْ جَنَّتٍ عَالِيَۃٍ o قُطُوْفُھَادَانِيَۃٌ (23-22-69) یعنی عالی مقام باغات میں ان کے میوے قریب ہوں گے۔ سوچا جائے کہ لفظ دنیا، دنا، یدنین، دان ان سب کے معنی میں مقاربت فی الفور حاضر اور موجودمعیت کا مفہوم ہے تو ایسے لفظ کا ضد ہے آخرت، تو اس کا معنی لازماً بعد دوسرے نمبر پر اور پیچھے وغیرہ ہی ہوں گے۔ نہ کہ نیاز کا انعدام اور گم ہو جانا۔ افسوس ہے کہ کس قسم کے عقل و علم سے پیدل لوگ قرآن فہمی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نیاز صاحب کتاب قرآن سے عقیدت بھی رکھتے ہیں اور معانی اور مفاہیم میں خیانت بھی کرتے ہیں۔

نیاز صاحب کا پرائے کاندھے پر بندوق رکھ کر اپنی دل کی بات کرنا

کتاب من ویزداں کے صفحہ نمبر 132 مطبوعہ فکشن ہاؤس لاہور سال 2014 میں نیاز صاحب نے ایک سرخی لگائی ہے ''منکرین خدا کے خیالات'' میں اس عنوان کے تحت کئے ہوئے جملہ اعتراضات یا سوالات کے جوابات نہ لکھوں گا۔ صرف نمونہ کی خاطر چند سوالوں کے جوابات پر اکتفا کروں گا۔ جس سے نیاز کی منکرین خدا سے خواہ مخواہ کی علمی ہم آہنگی کی حقیقت آشکار ہو سکے۔ نیاز صاحب رقمطراز ہے کہ کہا جاتا ہے کہ خدا نے تمام چیزیں پیدا کیں اور وہی ان سب کا رکھوالا ہے (مدبر السماوات والارض) اس لئے مخلوق کو اس کا شکر گزار و مطیع ہونا چاہیئے اور اسی اظہار شکریہ و اطاعت کا دوسرا نام مذہبیت ہے جو تمام عالم میں رائج ہے۔ (سوال کی عبارت ختم)

محترم قارئین ! میرے جواب کا تعلق نیاز اور جملہ منکرین خدا سے ہوگا۔ جواب ہے کہ پورے قرآن میں کہیں بھی مذہب کا نام استعمال نہیں کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مذہب اللہ کی تخلیق نہیں ہے۔ مذاہب کو لوگوں نے بنایا ہے اور اللہ ان کو تسلیم نہیں کرتا حوالہ پڑھ کر دیکھیں (7-71) نیز اللہ نے تو یہ فرمایا ہے میں اللہ وہ ذات جس نے رسول کو بھیجا ہی دنیا کے جملہ مذاہب کو مٹانے کیلئے ہے (9-33) پھر نیاز صاحب اپنے دوست منکرین خدا کا گند اسلام، قرآن اور اللہ کے کھاتے میں کیوں ڈالتے ہیں ؟ اور اعتراض کے درمیان اللہ کیلئے شکریہ ادا کرنے پر بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ لفظ شکر کا ایک معنی ہے کہ کسی کی طرف سے نعمت، خیر اور بھلائی ملنے پر اس کا شکریہ ادا کرنا۔ دوسرا معنی ہے ملی ہوئی نعمتوں

کو حاجتمندوں کیلئے کھول کر رکھنا، اگر نیاز اور اس کے ہمنواؤں کو اللہ کیلئے شکر ادائی پر چڑ آتی ہے تو ایسے منکرین خدا کو خود رب تعالیٰ کہتا ہے کہ تم چڑتے کیوں ہو۔۔۔وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (2-158)یعنی جو شخص شوق سے کوئی خیر کا کام کرے گا تو وہ آدمی جان لے کہ میں اللہ بھی اس کا شکریہ ادا کروں گا۔ مزید دوسرے مقام پر بھی فرمایا کہ مَايَفْعَلُ اللهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا(4-147)یعنی اللہ آپ لوگوں کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ کیوں عذاب دے گا اگر تم لوگ شکر گزار مومن ہو گے تو یقین کر لو کہ اللہ بھی شکر گزار اور جاننے والا ہے۔ اب کوئی بتائے کہ اگر منکرین خدا اور ان کے ہمنوا لوگ بندوں کی شکر گزاری پر چڑ جاتے ہیں تو رب تعالیٰ فرماتا ہے چڑیں نہیں جو بھی شخص میرے بندوں کیلئے ان کی محتاجی دور کرنے کیلئے انہیں خیر خیرات دے گا ان کی مدد کرے گا تو میں اللہ خود بھی ایسے لوگوں کا شکریہ ادا کروں گا۔ منکرین خدا کو اگر بندوں کی اللہ کیلئے شکر گزاری ناگوار لگتی ہے تو ہمارا چیلنج ہے کہ پورے قرآن میں کہیں ایک بار بھی جاہل مذہبی پیشوائیت کی مشہور کردہ حقوق اللہ کے نام سے کوئی ایک بھی خدا کا انسانوں پر حق ثابت کر کے دکھائیں کہ اللہ نے اپنے لئے اپنا کوئی ایک بھی حق بندوں پر عائد کیا ہے یا لاگو کیا ہے ؟ نیاز فتح پوری اور اس کے منکرین خدا دوستوں کو شکر کے صحیح معنی بھی معلوم نہیں۔ ان کو جاننا چاہیئے کہ شکر کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اپنی دولت کو حاجتمندوں کی ضروریات کی خاطر کھول کر رکھنا ہے۔ سو کوئی منکر خدا ڈاکٹر یا علامہ بتائے کہ اس شکر میں کونسی قباحت ہے۔

نیاز فتح پوری کو جو منکرین خدا کے کیمپ میں جانے کا شوق ہے تو اس کو چاہیئے کہ ان کے علمی فکری دانش کے اعتراضات پیش کرے ہم ان کے جوابات کیلئے حاضر ہیں لیکن اگر وہ ان کے واہیات سوال لکھ کر ان کی بھرتی بڑھانا چاہتا ہے تو پھر ان کے اتھیسٹ کیمپ کے دانشوروں اور ملاؤں میں تو کوئی فرق نہیں ہوا۔ بہر حال منکریں خدا کے خیالات میں سے دوسرے نمبر پر نیاز نے خیال پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں سال تک یہ عقیدہ قائم رہا کہ خدا قربانیاں چاہتا ہے اور ان قربانیوں کے عوض وہ مینہ برساتا ہے کھیتیاں لگاتا ہے اگر قربانیاں نہ کی جائیں تو پھر وہ قحط، وبا، طوفان و زلزلہ بھیج کر اپنے غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ (منکرین خدا کے خیال کی عبارت ختم)۔

میں عزیز اللہ اس واہیات اعتراض کے جواب میں عرض گزار ہوں کہ اگر ان منکرین خدا کی جنگ خواہ مخواہ اللہ کے ساتھ ہے تو اخلاقاً ان پر یہ فرض بنتا ہے کہ اللہ پر اعتراض بھی اللہ کے کلام علم وحی یعنی قرآن کے حوالہ سے کیا جانا چاہیئے۔ ان منکرین خدا کی جنگ اللہ کے وجود سے ہے تو جاہل لوگوں کے خیالات حوالہ جات کو اللہ کے کھاتے میں ڈالنا یہ

بڑی علمی اور اخلاقی خیانت ہے۔ان کے اس خیال کے جواب میں میں پھر اپنی پہلی والی بات کو دہراتاہوں کہ ہمارا چیلنج ہے منکرین خدا کے کیمپ کے جملہ دانشوروں کو کہ اللہ کے علم وحی کی کتاب قرآن سے کہیں ایک بھی مقام کا حوالہ پیش کریں جس میں اللہ نے بندوں سے اپنے لیئے کوئی بھی قربانی مانگی ہو۔ سو منکرین خدا کی کیمپ والے جاہل لوگ لوگوں کے خیالی مفروضات کو اللہ کے نام سے منسوب کرتے وقت کچھ تو حیاو شرم سے کام لیں۔ کوئی بتائے کہ نیاز صاحب کے دانشوروں نے جو بھی سوالات اللہ کی ذات اور اس کے قوانین کے بارے میں کئے ہیں ان سوالوں کا تعلق تو اللہ کی وحی کردہ کتاب قرآن کے حوالہ سے رتی بھر بھی نہیں ہے تو مجوسیوں کی قرآن دشمن روایات کے فلسفہ پر مبنی دلائل اور قرآن دشمن مذہبی پیشوائیت کی خرافات کو اسلام اور اللہ کے وجود اور اس کے فلسفہ قرآن کے رد کی خاطر دلیل میں کیوں پیش کررہے ہیں؟۔ میں نیاز فتح پوری کی طرف سے اس کی کتاب من ویزداں کے صفحہ 132 پر منکرین خدا کے خیالات کے حوالہ سے جن جن منکرین کے اعتراضات اس نے نقل کئے ہیں میں ان منکرین دانشوروں کو مسلم امت کی جاہل مذہبی پیشوائیت کی طرح اتھیسٹ ازم کے ملالوگ قرار دیتاہوں۔ جن کو علمی مباحث کے ڈھنگ اور طور طریقوں کی بھی خبر نہیں یعنی یہ دہریئے لوگ بھی ایسے ہی ملاہیں جس طرح کے مسلم امت کے ملاؤں کا نیاز فتح پوری نے اپنی کتاب میں اکابر اسلام کے بعض خرافات کے عنوان کے تحت ذکر کیاہے۔یعنی جیسے ملالوگ اسلام میں ایسے ملالوگ دہریوں میں بھی ہیں بقول عبدالحکیم ارشد کے۔ نیاز فتح پوری صاحب اپنے پسندیدہ لوگ منکرین خدا کے خیالات کے حوالہ جات سے لکھتاہے کہ اگر واقعی خدا انظام عالم کا ذمہ دار ہے تو

۱۔ طوفان، زلزلہ اور قحط وبا کے مصائب لانے سے کیافائدہ اس نے سوچاہے۔؟

۲۔ خونخوار درندوں اور زہریلے کیڑوں کی تخلیق سے کیا نتیجہ پیدا کرنا چاہتاہے؟

۳۔ ناخن و پنجہ کو دنیا میں کیوں پیدا کیا؟ کیا شیر کا اس لیئے قوی پنجہ بنایا کہ وہ غریب ہرنوں کو ہلاک کرتا پھرے۔ کیاعقاب کی چونچ اس لئے نکیلی بنائی کہ وہ چھوٹی چڑیوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دے۔؟

۴۔ کیامہلک بیماریوں کے لاتعداد جراثیم اس لئے پیدا کیئے گئے کہ وہ انسانوں کو ہلاک کرتے رہیں اور کیاخدا کیلیئے مناسب تھا کہ سل ودق کے جراثیم کی غذا انسانی پھیپھڑوں کو قرار دے(یہاں تک اعتراضات کی عبارت ختم کرتاہوں)

جوابات

سوال کیا گیا ہے کہ طوفان، زلزلے قحط اور وبا کیوں آتے ہیں (جملہ معترضہ) ماہر سائنسدان وہ ہے جو باٹنی، بیالوجی اور زوالوجی مضامین کے جملہ مالہ وماعلیہ کو سمجھتا ہو۔ سو طوفانوں کے آنے کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جو قرآن حکیم کی آیت کریمہ وَ اَرْسَلْنَاالرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَامِنْ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰکُمُوْہُ وَمَآاَنْتُمْ لَہٗ بِخٰزِنِیْنَ(22-51) یعنی ہم نے سمندروں سے ہواؤں اور طوفانوں کے ذریعے اربوں کھربوں ٹن بھاری پانی اٹھا کر بادلوں کے ٹینک بھر بھر کے آپ کے خشک علاقوں تک لا کر بارشیں برسائیں۔ جس نے آپ کو پانی پلایا اتنا پانی جس کو آپ کیلئے ڈیم بھی برداشت نہ کر سکیں۔ اگر یہ منکرین خدا طوفانوں کی فلاسفی کو سمجھ نہیں سکتے تو ان کو بحث کرنے کی کیا ضرورت؟ ان عقلمندوں کو اگر آیت کریمہ۔۔۔وَجَعَلْنَامِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ۔۔۔(21-30) یعنی جس بیالوجی یعنی حیاتیات کا مدار پانی کے اوپر ہے اور وہ پانی سمندروں سے بادلوں کو بھر بھر کر ہزاروں میل دور دور تک ہواؤں، طوفانوں کے ذریعے دھکیل دھکیل کر کے آپ کے ہاں تک لا کر برساتا ہے۔ سو اگر تیز ہوائیں اور طوفان نہ برپا کئے جائیں تو بغیر پانی کے یہ منکرین خدا لوگ کس طرح اپنی حیات پا سکیں گے۔ اور کس طرح روٹی پانی کا انتظام کر سکیں گے یہ مادہ پرست منکرین خدا لوگ بتا سکیں گے کہ جو چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہیں وہ ارتقا کر کے اب تک کوہ ہمالیہ جتنی بڑی جسامت کو کیوں نہیں پہنچ پائے۔ اگر بقول ان مادیین کے مادہ اپنی شکل وصورت خود بدل کر متنوع انواع میں نمودار ہوتا ہے۔ تو کوہ قاف کے سلسلۃ الجبال میں اب تک خود بخود تنوع کیوں نہیں آیا اور سائبیریا کی طرف بحر منجمد کا برفیلا پانی اب تک بغیر کسی خارجی تصرف کے کیوں گرم نہیں ہو سکا جس سے وہاں جہاز رانی کی ٹریفک رواں کی جا سکے۔

نیاز فتح پوری صاحب کے اتھیسٹ لوگوں کو اعتراض ہے کہ یہ زلزلوں کا آنا بھی بے مقصد، بے سود اور نقصان دہ ہے۔ ان کے اس سوال کے جواب کیلئے پھر مجھے بے ادبی اور گستاخی کا ڈر ہوتا ہے کہ مجھے کس قسم کے عقل مندوں سے پالا پڑا ہے۔ ان کو جاننا چاہیئے کہ قرآن کی سائنس بتاتی ہے کہ زلزلوں سے زیر زمین معدنیات کے نئے نئے روٹ کھلتے ہیں جن سے دھرتی پر روز افزوں بڑھنے والی آبادی کیلئے نئے نئے وسائل رزق کھلتے ہیں اس اتنی سی بات کو کھول کر مزید ان وسائل کی تفصیل میں ماہرین معدنیات وجیالاجسٹوں اور ماہرین معاشیات پر چھوڑتا ہوں۔ ویسے اشارتاً اتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ دنیا کی حکومتوں کے سائنسدان قرآن کی بتائی ہوئی سائنسی رہنمائی سے زیر زمین وسائل رزق حاصل کرنے کے لئے زمین کے اندر اپنی طرف سے مصنوعی زلزلے بھی بپا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی حکومتوں میں مائنز ڈیپارٹمنٹ کھول رکھے ہیں۔ جو وہ زمین کے اندر بمباری کر کے جنبش سے زلزلہ لانے سے تیل گیس اور کئی دھاتوں کے

ذخیرے حاصل کرتے ہیں۔ اس پوری روئداد کی طرف قرآن حکیم کی سورت زلزال رہنمائی کرتی ہے۔ مزید قرآن حکیم کی یہ سورت تو اتنا بھی بتاتی ہے کہ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ٥بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَهَا(99-4-5)یعنی مٹی شناسی کے آلات ہی بتائیں گے گھنٹیاں بجائیں گے کہ کہاں کہاں کون کون سی گیسز اور معدنیات موجود ہیں۔ میرے پاس ایک دن مدرسہ کی تعلیم کے دنوں کا ایک ساتھ پڑھنے والا بلوچستان خضدار کا دوست مولوی مہمان بن کر آیا ملاقات کے دوران اس سے میں نے سوال کیا کہ آپ مجھے ملنے کے بعد کہاں جائیں گے تو اس نے مجھے کہا میں بزرگ ہالیجوی کو ملنے پنو عاقل جاؤں گا۔(اب وہ کافی عرصہ پہلے فوت ہو چکا ہے) میں نے پوچھا کیا آپ اس کا مرید بننا چاہتے ہیں؟ کہا کہ مرید تو پہلے سے ہوں لیکن ان سے کوئی تعویذ اور وظیفہ لینا چاہتا ہوں۔ اس پر میں نے کہا کہ وہ کس کام کیلئے؟ جواب میں اس نے کہا کہ حضرت پیر صاحب کے پاس ایک وظیفہ ہے سورہ زلزال کا جو وہ ایک خاص انداز سے اس کا چلہ پڑھا جاتا ہے اور جو حضرت جی کا تعویذ ہے وہ مرغ کے گلے میں باندھا جائے گا اور سورۃ زلزال پڑھ کر گوندھے ہوئے آٹے پر دم کر کے مرغ کو چالیس دن وہ آٹا کھلایا جائے گا پھر جس جس مقام پر شک ہو کہ یہاں کوئی سونا، چاندی یا کوئی خزانہ مدفون ہے وہاں اس مرغے کو مذکورہ سورۃ پڑھ کر دم کیا جائے گا تو وہ وہاں اُذان دے گا اگر دولت مدفون نہیں ہو گی تو مرغا اُذان نہیں دے گا۔ میں اس مقام پر یہ گزارش کروں گا کہ مائنز کے خزانوں کی کھوج لگانے کیلئے زمین کی گہرائیوں میں بمباری سے مصنوعی زلزلے لا کر کچھ نتائج حاصل کرنا یہ قرآنی فارمولا ہے جس کو قرآن سے انگریز کافر لوگوں نے پڑھ کر سمجھ کر اس سے دنیا والوں کو انہوں نے مائنز کی سائنس سے گیس پٹرول معدنیات وغیرہ عطا کیئے۔ قرآن کی اس رہنمائی کا فائدہ دریافت کرنے والے تو ٹھہرے کافر لیکن مولوی حضرات اور خانقاہ نشین پیر مرشد اس قرآنی سورت سے جو فائدے لینے کے جھوٹے ہنر کھولے بیٹھے ہیں وہ ہوئے جنت کے حقدار۔ سو اس مقام پر میں منکرین خدا کے اس اعتراض پر کہ قحط بھی اللہ نے لایا ہے۔ جواباً عرض کرتا ہوں کہ دنیا کے ملکوں میں جن جن علاقوں میں قحط ہوئے ہیں وہاں ان کے اسباب پر غور کیا گیا ہے سارے کے سارے استحصالی لٹیرے سامراجیوں نے محکوم قوموں اور غلام بنائے ہوئے کالونیل آبادیوں کے اندر قحط لائے ہیں۔ جس کے اسباب ان کی سازش اور قحط زدہ قوم کی کمزوری اور جہالت وغیرہ ہے۔ جس طرح افریقی ملکوں میں بھی گوروں نے کئی مصنوعی قحط لائے ہیں۔ اللہ نے کسی قوم کے اوپر قحط سالی خود نہیں لائی۔ یہ سب ان کی اپنی نا اہلی کی پیداوار ہوتی ہے۔ اور جو نیاز فتح پوری کے منکرین خدا ساتھیوں نے وباؤں کی سی آفتیں بھی اللہ کے کھاتے میں ڈالی ہیں تو یہ ان کی بھی جاہلیت ہے اس لئے کہ وبا بھی قوموں کے اندر گندگی میں رہن سہن اور ان کی معاشی خستہ حالی

اور جہالت سے جنم لیتی ہے اور اپنی دھرتی کے وسائل کا صحیح طور پر تحفظ نہ کرنے کی وجہ سے۔ جس سے محرومیوں کا سیلاب آنالازمی بنتاہے۔اس سے وہ لٹیروں کے غلام بھی بن جاتے ہیں۔

آگے نیاز فتح پوری اپنے آئیڈیل منکرین خدا ساتھیوں کا قول نقل کرتے ہیں کہ خدا خون خوار درندوں اور زہریلے کیڑوں کی تخلیق سے کیا نتیجہ پیدا کرناچاہتاہے ؟اس سوال کا بہتر جواب تومجھ سے زیادہ بیالوجی اور زولوجی کے ماہر اور ایگریکلچرل سائنس کے ماہر دے سکتے ہیں۔ جن کے پاس ضرر رساں اور خیر خواہ کیڑے مکوڑوں کی ایک لمبی فہرست موجود ہے۔ جس کو میں یہاں نقل نہیں کررہالیکن ہمارے ہاں کے بھیک مانگنے والے جوگی فقیروں کی بات ان سے سنی ہوئی یہ ہے کہ وہ جو مختلف آبادیوں پہاڑوں اور ریگستانوں سے سانپ وغیرہ پکڑتے ہیں پھر ان کازہر نکال کر ضائع کرکے پھر انہیں گھر گھر میں جاکر بھیک مانگنے کیلئے بچوں اور عورتوں کو دکھاتے وقت ان سانپوں کی وجہ سے ان کو خیرات زیادہ ملتی تھی لیکن آجکل انگریزوں کی مہربانی سے کراچی میں ہم سے وہ دواؤں کی کمپنیوں میں سانپ کازہر مہنگے داموں میں خرید کرتے ہیں پھر زہر نکالنے کے بعد وہ سانپ بھی واپس کرتے ہیں کہ ان کولے جاکر چھوڑ دو اتنے عرصے کے بعد مونہہ کے پاس والی تھیلی پھر زہر سے بھر جائے گی۔اس کے بعد انہیں پھر پکڑ کرواپس لے آئیں ہم اس نئے زہر کے پھر بھی پئسے دیں گے سو آجکل ہم سانپ دکھاکر بھیک مانگنے کے بجاء سانپوں کازہر دواساز فیکٹریوں کو بیچ کر پئسے کمارہے ہیں اور بہت خوش ہیں۔ ریگستان کے علاقہ میں جو کالے رنگ کے بچھو نکلتے ہیں اگر وہ ایک سو گرام وزن کاہو تو اس کی گزشتہ وقتوں میں قیمت نولاکھ روپے ایک بچھوتک کی لگ چکی ہے۔ مطلب کہ انکے زہر سارے کے سارے مختلف ایسی بیماریوں میں کام آتے ہیں جن کیلئے اور کوئی ایسی مؤثر اور کامیاب دوائی دستیاب نہیں ہوتی۔ نیاز فتح پوری نے منکرین خداکا ایک اعتراض یہ بھی نقل کیاہے کہ خدانے ناخن وپنجہ کو دنیامیں کیوں پیدا کیا؟اس سوال کاجواب میں منکرین خداکی خدمت میں ضرور عرض کروں گالیکن وہ اس وقت جب وہ اپنی انگلیوں کے ناخن جڑ سے نکلوائیں گے اور دانت بھی نکلوائیں گے۔ اس کے بعد نیاز صاحب ان منکرین خداکاسوال یہ بھی لایاہے کہ کیاشیر کاپنجہ اس لیئے قوی بنایاہے کہ وہ غریب ہرنوں کو ہلاک کرتا پھرے۔ کیاعقاب کی چونچ اس لئے نکیلی بنائی ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی چڑیوں کو چیر پھاڑ کرکے رکھدے۔ میں اس سوال کاجواب بھی اس وقت دوں گاجب سارے منکرین خدالوگ خود بھی ہرن کا اور چڑیوں سمیت ہر قسم کے پرندوں کا گوشت کھانابند کریں گے۔ نیز گائے، بکری، بیل، بھینس سمیت دیگر جملہ شکار کے جانوروں کا بھی گوشت کھانا بند کریں گے۔ مطلب کہ منکرین خدالوگ ان جانوروں کے شکار کرنے کو پاپ سمجھتے ہیں۔اور اسے اللہ کے رحم اور

شفقت کے خلاف سمجھتے ہیں تو ان پرندوں اور جانوروں کا گوشت خود اللہ تو نہیں کھاتا وہ گوشت تو تم منکرین خدا لوگ کھاتے ہو۔ اور اپنی گوشت خوری کی رسم کے بعد اعتراض اللہ کے اوپر کرتے ہو کہ اللہ کا قانون رحم کے خلاف ہے۔ اگر ان کے ایسے اعتراضات کو اہمیت دیں کہ بعض جانوروں کے پنجے قوی کیوں بنائے اور عقاب کی چونچ کیوں نکیلی بنائی وغیرہ تو جب انسان نے چھری چاقو بنا کر ان سے عقاب کی چونچ والے کام لینے شروع کیئے بندوق رائفل مشین گن توپ اندھے ویپنز بم ایٹم بم راکٹ میزائل وغیرہ سے کام لینے شروع کئے تو کیا منکریں خدا ان کو بھی اللہ کے کھاتے میں ڈال دیں گے ؟

مزید یہ کہ نیاز فتح پوری صاحب نے جو جاہل منکرین خدا کا یہ اعتراض لایا ہے کہ کیا خدا کیلئے مناسب تھا کہ سل ودق کے جراثیم کی غذا انسانی پھیپھڑے کو قرار دے ؟ میں اس سوال کے جواب میں اشارتاً لکھ چکا ہوں کہ جراثیم اور کیڑے مکوڑوں کا بھی ایک بڑا جہاں ہے۔ یہ چیزیں سائنسی حوالہ جات سے مفید اور مضر دونوں اغراض پر مبنی ہیں۔ ان کی مکمل رہنمائی قرآن حکیم کی آیات سورت المرسلات کے شروع سے یعنی ایک تا چھ تک غور کرنے سے سائنس دان لوگ دریافت کر کے ان کے نتائج کو بھی معرض وجود میں لا چکے ہیں۔ قرآن پر مذہبی پیشوائیت کے کن کن مظالم پر ماتم کروں ان تعویذ فروش کمپنی کے ایک روسیاہ ملا نے میرے ساتھ ذکر کیا کہ آئت کریمہ ۔۔۔وَمَارَمَيْتَ اِذْرَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔۔۔(8-17) پڑھ کر محبوب کے اوپر دم کیا جائے تو وہ تابع ہو جائے گا۔ جبکہ اس آیت میں اللہ کا اعلان ہے کہ جنگ حنین میں میرے محمد علیہ السلام نے جو دشمنوں پر تیر اندازی کی ہے اس کا ذمہ دار میں اللہ ہوں۔ یہ معرکہ اس نے میرے حکم سے لڑا ہے۔

جناب قارئین ایک طرف اس آیت کریمہ پر ظلم تعویذ فروش ملاؤں کا آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ دوسری طرف اتحاد ثلاثہ (یہود، مجوس، نصاری) کے ایجنٹ روایت سازوں کی روسیاہی کو ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے حدیث بنائی ہے کہ اس جنگ میں جناب نبی علیہ السلام نے میدان جنگ میں نیچے زمین سے ریت کی مٹھی بھر کر دشموں کی طرف پھینکی اس مٹھی کے ذرّات کو ملائکہ نے ایک ایک ذرہ دشمن لشکریوں کی آنکھوں تک پہنچایا جس سے وہ نابینا ہو کر شکست کھا گئے ۔ قران فہمی کے معاملہ میں ایک سائنس دان اور ایک ملا کی سوچ میں یہ تفاوت دیکھ کر علامہ اقبال رو پڑے اور بانگ دی کہ:

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذان اور مجاہد کی اذان اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور شاہین کا جہان اور

نیاز فتح پوری کے ہمعصر جاہل منکرین خدا کے اعتراض کے حوالہ سے یہ بات ہو رہی ہے کہ تپ دق و سل امراض کے جراثیم اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ سوان جاہلین منکرین خدا کے جواب میں عرض ہے کہ ان کے سرپرست سرمایہ داراں اور جاگیر داروں نے کرائے کے بکاؤمال سائنسدانوں سے اب کے دور میں مہلک جراثیم سے بھرے ہوئے کیمیکل ویپنز بنوائے ہیں۔ ایسے بدبودار ڈرٹی بم بنائے ہیں جو دشمن ملک کی عوام تو مرجائے گی لیکن ان کے شہروں کی عمارات سلامت رہیں گی اور ان کا ملک صحیح سلامت حملہ آوروں کے ہتھے چڑھ جائے گا۔ اور ایسے بیالوجیکل بم بنائے ہیں۔ جن کے برسانے سے ملیریا، طاعون، کالرا جیسے مہلک امراض پھیل جائیں گے۔ جن سے دشمن ملک کی ساری عوام مرجائے۔ کارل مارکس کو میں فکر ہیگل کی تکمیل کرنے والا سائنس دان تسلیم کرتا ہوں اور اس کے انکار خدا کے نظریہ کو غلط تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن اگر وہ اپنے فلسفلہ کے اندر اللہ کے وجود کو تسلیم کرتا تو مذہبی پیشوائیت اس کے مرنے کے ساتھ ہی اس پر قابض ہو کر اس کی تعبیرات میں اتنا تو علم روایات ملا دیتی کہ لینن کو داس کیپیٹال کی مارکسی تعبیرات کے مقابلہ میں سرمایہ داروں کے ایجنٹ دو نمبری کمیونسٹ اور اتھیسٹ آڑے آکر فلسفہ انقلاب کا حلیہ ہی بگاڑ دیتے پھر لینن زار شاہی کو شکست نہ دے سکتا۔ کاش کہ یہ لوگ قرآن کے فلسفہ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الأَرْضِ جَمِيعاً (2-28) کے مالہ وماعلیہ کو سمجھتے۔ اور اس پر سائنسی انداز کے ساتھ غور کرتے تو انکے جملہ سوالات واعتراضات کا جواب ملجاتا۔

میری دانست کے مطابق نیاز فتحپوری کے مقابلہ میں میرے عزیز ڈاکٹر الہداد بوہیو کئی مضامین سائنس اور فلسفہ میں زیادہ بڑے عالم تھے جسکا ذکر شروع میں ہو چکا ہے اسکا کہنا تھا کہ فیصلے ظاہر پر ہوتے ہیں اور نظریے مشاہدات کے حوالوں سے قائم کئے جاسکیں گے۔ سوڈاکٹر بوہیو اور انکے ساتھیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ بندوں کو مشاہدات سے شعور و عقل دیا جائے یہ اللہ کی چاہت ہے کہ لوگ بے عقل اور جاہل نہ بنیں اور کائنات کے مشاہدات کی دعوت اور تاکید خود اللہ نے کی ہے کاش جو قرآن سے کائنات کے مطالعہ کی ایسی جملہ آیات ترجمہ کے ساتھ نقل کی جائیں جن میں

اللہ نے مقامات عبرت کو سیر و سفر کر کے گھومنے اور دیکھنے کی دعوت دی ہے ترغیب دی ہے لیکن یہاں میں صرف ان آیات کے چند حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں(12-109)(22-46)(30-9)3-137)(29-20)

سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہو گا

اجازت ہو تو آکر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں

بندے کی اپنی اتنی چاہت نہیں کہ اسے لقاء رب حاصل ہو جتنا کہ خود اللہ چاہتا ہے کہ بندہ میرے لقاء سے مستفیض ہو!!۔ سورت الانعام آیت(6-154)سورت الرعد 13، آیت نمبر 2 رہا سوال کہ بندہ کی چاہت ہے کہ وہ اللہ کو عیاں کھلا کھلا دیکھے جو مطالبہ موسی علیہ السلام اور اسکی قوم بنی اسرائیل نے بھی کیا تھا پھر وہ کوہ طور ہی تجلیٔ رب سے ریزہ ریزہ ہو گیا تھا(7-143)پھر ایسا مطالبہ کرنے والے ستر آدمی بھی تجلی سے مر گئے غش ہو کر پھر ہوش میں آکر سمجھ گئے اور لقاء رب کا اقرار کر لیا(7-155)(2-56)بنی اسرائیل کی اولاد میں سے کارل مارکس نے اپنے آباء کی ابتدائی ریت پر چلتے ہوئے کہا کہ اللہ جب ظاہر باہر کھلم کھلا نظر نہیں آتا تو سمجھ لو کہ وہ ہے ہی نہیں۔ بتایا جائے کہ جو سائنسدان کہہ رہے ہیں کہ موجود کائنات کی تاریخ کم سے کم ہمیں چار سو ارب سال کی پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ قدیم ہو اور جن سائنسدانوں کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىَ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (3-191)انہوں نے کہا ہے کہ موجود کائنات کی جو بے انتہا لمبائی چوڑائی طول و عرض معلوم کر سکے ہیں اس گلیکسی کے برابر دیگر مزید کائناتیں اور بھی ہیں جنکا موجودہ وقت تک اندازاہ ہم ڈھائی سوَ ارب گلیگسیز تک کا کر سکے ہیں لیکن عین ممکن ہے کہ اصل حقیقی تعداد مزید اور بھی ہو۔ کیونکہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ يَسْأَلُهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (55-29)یعنی آسمانوں اور زمین کی جملہ مخلوق جب ہر وقت اسکے در کے سوالی ہیں تو اللہ بھی ان کے لئے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ہر گھڑی نرالی مشغولیت میں ہے نرالے شان میں ہے۔

لقاء کر سکتے ہو اور ضرور کرو میں اللہ بھی تیار ہوں کہ کوئی میرا لقاء کرے، لیکن رؤیت کا آپکے اندر دم نہیں دوعد دبار اللہ عزوجل نے خود تمنا کی ہے کہ لَّعَلَّهُم بِلِقَاء رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ(6-154)کاش جو یہ بنی اسرائیلی میرے لقاء کا یقین کر سکیں دوسرے مقام پر جمیع انسانوں کیلئے فرمایا کہ اللّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الأَمْرَ يُفَصِّلُ

الآيَاتِ لَعَلَّكُم بِلِقَاء رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ (13-2) عربی گرامر جاننے والے سمجھتے ہیں کہ لفظ لعل کی معنی میں تمنی کرنا اور خواہش کرنا کسی چیز کے حصول کا شوق دکھانا ہے سو لقاء رب کی چاہت تو خود اللہ نے آیت کریمہ (6-154) اور (2-13) میں کھول کھول کر سمجھائی کہ سماوی کروں کو جو میں نے کشش ثقل کی ٹیکنالاجی سے بغیر ستونوں کے انہیں خلاؤں میں معلق رکھا ہے جو کم سے کم آپ کو نظر میں آنے والے کُرّے شمس اور قمر کو تو تم لوگ دیکھ بھی رہے ہو لیکن کل یجری لاجل مسمی سارے کُرّے تجویز کردہ اہداف میں جاری اور ساری رہتے ہیں انکی تخلیق پر سوچنے والے سائنسدانوں کے شان میں رب تعالیٰ نے فرمایا کہ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىَ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (3-191) یعنی یہ سائنس دان اٹھتے بیٹھتے لیٹتے تخلیق سماوات اور زمین کے خدائی قوانی سے انداز تخلیق پر ہر حال میں غور کرتے رہتے ہیں۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ میں جملہ یذکرون اللہ کی معنی قرآن حکیم نے خود سمجھائی ہے کہ یہ اللہ کی یاد خانقاہی مالھائوں پر کیا جانے والا وہ ذکر نہیں ہے جو ہاہو کرتے وقت ذاکر لوگ پاگلوں کی طرح گردنیں ہلا ہلا کر اپنے لمبے بالوں کو گھما گھما کر جھومتے رہتے ہیں اور ایسے ذکر کرانے والے مرشد پیر لوگ بند محلات میں اب بھی چار چار شادیوں کے مزے اڑاتے رہتے ہیں جن چار شادیوں کا جواز صرف عورتوں کے یتامی بن جانے یعنی مردوں کے لڑائیوں میں قتل ہو جانے کی وجہ تک محدود ہے جو صرف بے سہارا عورتوں کو بجاء چکلوں میں بٹھانے کے شادیوں کی صورت میں انکو سہارا دینا تھا جو اب رواں دور میں یہ صورتحال نہیں ہے سواء دوسری عالمی جنگ میں یہ نوبت جرمن قوم پر آئی تھی سو اس موقعہ پر ہٹلر نے اپنی جرمن قوم کی نسل بچانے کیلئے میونسپلٹیوں کے ڈاکٹروں کی نگرانی میں چکلے کھولے تھے لیکن قرآن نے نسلوں کے خالص بنائے رکھنے کے لئے بجائے چکلوں کے عارضی طور پر چار چار شادیوں کی اجازت دی ہے ورنہ قرآن کا دائمی قانون ایک شوہر ایک بیوی کا ہے ایک بیوی سے زائد مطلب کہ دوعدد شادیوں کی بھی اجازت نہیں ہے اس کے لئے آیت (4-20) پر تعمق سے غور کیا جائے۔ میں نے جو گذارش کی کہ قرآن حکیم اپنے ارشاد گرامی یذکرون اللہ کی معنی و مفہوم خود بتاتا ہے وہ بھی دور نہیں خود اسی آیت میں فرمایا کہ ویتفکرون فی خلق السماوات و الارض یعنی انکا اللہ کا ذکر سماوی کُرّوں اور زمین کی تخلیق کے متعلق ہوتا ہے تخلیقی ہنر اور کاریگری کے متعلق ہوتا ہے میں نے یہ گذرش کی کہ لقاء رب دیدار یار اللہ رب العالمین اپنے لئے خود چاہتا ہے کہ بندے میرے دیدار پر ایمان لے آئیں میرے لقاء کا یقین رکھیں جب موسی علیہ السلام نے درخواست کی کہ رب ارنی انظر الیک یعنی اے

میرے رب تو دکھا مجھے اپنے آپ کو تاکہ میں دیکھ سکوں آپ کو تو جواب میں اللہ نے انکار نہیں کیا لن ترانی کے جواب کی معنی ہے کہ تجھ میں دیکھنے کی استطاعت نہیں ہے اگر خوا مخواہ آپ کو شوق ہے تو انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ موسَى صَعِقًا(7-143)جبل کی طرف دیکھو اگر وہ اپنے ٹھکانہ پر سلامتی کے ساتھ ثابت رہ سکتا ہے تو ممکن ہے کہ تو بھی مجھے دیکھ سکے پھر جب جبل پر اللہ نے اپنی تجلی ظاہر کی تو موسی چیخ مار کر گر پڑا اور جبل ریزہ ریزہ ہو گیا میں یہاں منکرین خدا کارل مارکس الھدادبو ہیو اور نیاز فتح پوری سے مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ اس آیت کریمہ سے اللہ کے کلام کرنے سے اسکے وجود کا ثبوت تو ملگیا صرف دیکھنے والوں کو دیکھنے کی استطاعت رکھنے کی ضرورت ہے اللہ کو خود کو دکھانے سے بھی انکار نہیں ہے صرف دیدار الٰہی کے مشتاقین کو اپنے اندر دم رکھنے کی ضرورت ہے سو موسی جیسے عظیم انسان کے دیدار خداوندی کے واقعہ سے سمجھ لینا چاہیے کہ وجود باری تعالیٰ موجود ہے اسکے وجود اور موجودیت کو اسکے مظاہر سے دیکھا جاسکتا ہے اسکے حسین مناظر اور نظاروں سے سمجھا جاسکتا ہے اور ہولناک زلزلوں اور ہیبتناک طوفانوں اور واقعات سے سمجھا جاسکتا ہے کسی عقل سے فارغ اور پیدل ملا قسم کے اتھیسٹ سے میں نے جب اللہ کی موجودیت کا ذکر جناب موسی علیہ السلام اور اللہ کی آپس میں گفتگو سے استدلال کیا کہ کلام کوئی غیر موجود نہیں کر سکتا اور کلام الٰہی سے ہی جناب موسیٰ کو اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ میرے ساتھ میری قوم کو غلامی سے آزادی دلانے والی نظر میں نہ آنے والی ہستی پردے میں گفتگو کرنے والی ذات تو بڑی انسان دوست اور پیاری لگتی ہے اسلئے اس سے کیوں نہ بے پردہ سامنے آکر دیدار کرانے کا عرض کروں سو محترم قارئین! آگے جو ہوا وہ آپ پڑھ چکے کہ موسی کو لینے کے دینے پڑگئے جو ساتھ لائے ہوئے ستر مشاہیر بنی اسرائیل بھی تجلی کو برداشت نہ کر سکے مطلب کہ یہ ساری ماجرا کسی موجود ہستی پر دلالت کر رہی ہے تو جواب میں اس منکر وجود باری تعالیٰ نے کہا کہ کتاب قرآن ایک بناوٹی کتاب ہے اسکے قصے بھی بناوٹی ہیں جنکا حقیقی وجود ہی نہیں ہے۔ پھر میں نے ایسے آدمی سے بحث وتمحیص کو بے مقصد سمجھا اور گفتگو کے لائق بھی نہیں تسلیم کیا۔ محض اسلئے کہ کتاب قرآن کے علوم تک اگر کسی کی رسائی نہ ہو تو اسکے ساتھ گفتگو فضول ہے۔ لیکن اگر جو لوگ خود قرآن کے دلائل اور فلسفہ کو ہی نہ مانیں تو ایسے لوگوں پر فرض بنتا ہے کہ وہ اس کتاب جیسا کتاب بنا کر دکھائیں یا اس کتاب قرآن کے دلائل کو توڑ کر دکھائیں رد کر دکھائیں۔

سو یہ حقیقت سمجھی جائے کہ جو چیز دیکھی نہیں جاسکتی تو اسکے وجود میں آنے کی کہانی اور مالہ وماعلیہ ماجرا سنی بھی نہیں جاسکے گی لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ جب جناب موسیٰ علیہ السلام کو تجلی طور بھی دیکھنے سے غشی آجاتی ہے کو وہ طور

ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو یہ سوال کہ اللہ کی ذات کسطرح وجود میں آئی جسکی کھربوں سالوں کے شمار سے بھی تاریخ کو اگر ناپا جائے اور شمار کیا جائے تو بھی هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (57-3) کی کنہ تک پہنچا نہیں جاسکے گا۔ سو جس ہستی کو دیکھا نہیں جاسکتا تو اسکی تاریخ کو سمجھنا بھی عقل سے ماورائے ہونے کی وجہ سے اسے ادراک میں نہیں لایا جاسکے گا اسلئے کہ انسان کی ادراک نہایت محدود ہے اللہ کا اصول ہے کہ کلمو الناس علی قدر عقولهم یعنی لوگوں کی فہم کی حد تک انکے ساتھ باتیں کی جائیں اس لئے تو اللہ نے مکے مدینہ میں آم کی پیدائش نہ ہونے اور بھینس کی پیدائش نہ ہونے کی وجہ سے قرآن میں انکا ذکر بھی نہیں کیا۔ ویسے اللہ کو لوگوں کو خود کے دکھانے سے بھی انکار نہیں ہے اور اپنے وجود کی کہانی اور تاریخ بتانے سے بھی انکار نہیں ہے اس راہ میں جن ماورائی چیزوں کا ذکر آئے گا انسان کی کھوپری اور اسکی محدود عقل لا محالہ اسکا انکار کر بیٹھے گی جس کے نتیجہ میں موسیٰ تو غشی کھا کر گر پڑا تھا تو مزید وجود باری تعالیٰ کی ماورائی کہانی سے لوگ اسے سنکر یا تو غشی میں مر جائیں گے یا پاگل بنے پھریں گے ورنہ اللہ نے کب انکار کیا ہے کہ میرے بارے میں دیکھنے اور سننے پر بندش ہے اللہ نے جس طرح خواہش کی ہے کہ کاش جو لوگ میر القاء کریں دیدار کریں (6-154)(13-2) جو انکو میں اپنے کارناموں سے نظر آئوں گا اسطرح سب کا حق ہے کہ وہ میرے بارے میں ہر طرح کے سوالات کریں الرَّحْمَنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا (25-59) یعنی باخبر لوگوں سے میرے بارے میں سوال پوچھیں جاہلوں سے نہ پوچھیں کیوں کہ میں اللہ اپنی صفت رحمانیت میں آپ کو نظر آئوں گا جو میری عنایات سب کے لئے ہیں دوست اور دشمن کے لئے بھی ہیں میں اللہ سب پر عنایات کرنے والا ہوں وَكَأَيِّن مِن دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (29-60) جانور پرندے خالی پیٹ خالی پوٹ نکلتے ہیں ان کو اور آپ سب کو میں رزق دیتا ہوں۔

اے کریمکہ از خزانہ غیب گبرو ترسا وظیفہ خورداری

دوستاں راکجا کنی محروم تو کہ بادشمناں نظرداری

لیکن صحیح راستہ یہ ہے کہ کسی کی بات کو دلیل کے ساتھ توڑا جائے اور وہ بھی بغیر دلیل کے قرآن کو جھوٹا قرار نہ دے کوئی آدمی قرآن حکیم کے قوانین اور اصولوں کو اگر عقلی دلائل سے رد کرنا چاہتا ہے تو آئے میدان میں میں خوشی سے اسکے ساتھ بحث کر سکتا ہوں جس طرح کہ وہ مثل نیاز فتح پوری صاحب ہو وہ اگرچہ اسوقت زندہ نہیں ہے لیکن وہ قران کو کماحقہ حد تک قبول کرتا تھا سواء اس کی اس بات کے کہ وہ قرآن کو جناب محمد علیہ السلام کی تصنیف شدہ کتاب

قرار دیتا ہے جو کہ اسکی یہ بات سراسر غلط ہے موجودہ انسانوں کی مشہور اور معلوم تاریخ پیدائش تو دس ہزار سال بھی نہیں ہوسکی ہے سو انسان کے سواءبقیہ کائنات کی جو تاریخ چار سو ارب سال سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے تو اتنے سارے عرصہ کی کئی ساری کائناتوں کے بارے میں اتھیسٹ اور منکرین خدا کی زبانیں اور قلم کیوں گونگے بنے ہوئے ہیں کتاب قرآن کا موضوع صرف انسان ہے اس سے متعلق سارے ضروری مسائل کو قرآن لے آیا ہے۔ یہاں میں بطور جملہ معترضہ عرض کرتا چلوں کہ یہ جو جاہل مذہبی پیشوائیت نے مشہور کیا ہوا ہے کہ جنت اور جنتی زندگی صرف مرنے کے بعد آخرت کے جہاں سے تعلق رکھتی ہے یہ سراسر غلط اور خلاف قرآن ہے رب پاک کا فرمان ہے کہ ولم خاف مقام ربہ جنتان (55-46) یعنی جو کوئی بھی شخص اللہ کے مقام و مرتبت کی تقاضوں کا خوف رکھتے ہوئے زندگی بسر کریگا تو اللہ کی جانب سے اسے دو جنتیں ملیں گی یعنی ایسے شخص کی دنیا اور آخرت دونوں جنت مثل ہوں گی۔ جاہل مذہبی پیشوائیت نے دنیاوی جنت کو تو تسلیم ہی نہیں کیا جو کہ قوانین قرآن کے مطابق صالح معاشرہ قائم کرنے سے ملتی ہے اور جس آخرت کی جنت کا قرآن نے تعارف کرایا ہے وہ تعارف تو سراپا طبقات عالیہ کی طرف سائنسی ذارئع سے ارتقاء ہے لیکن مذہبی پنڈتوں نے اسے عیاشی کے اڈہ اور چکلہ کے مثل پیش کیا ہے ورنہ قرآن نے تو دنیا کی عورتوں کو حور قرار دیکر ایک جنتی مرد کیلئے ایک جنتی عورت کو حور کہا ہے (44-54) اور جنت کے اندر قرآن نے سیکسی عمل کا بھی انکار کیا ہے (2-25) (4-57) مذہبی ٹھیکداروں کو جو جاہل مطلق ہیں انہیں عالم دین تسلیم کرنا یہ تو علم قرآن کی توہین ہے (جملہ معترضہ ختم) آگے جو انسان کے دوسرے جنم میں یہ موجودہ حیاتی کا امتحان پاس کرکے آنیسٹ اور مصلح بنکر پہنچنے والے لوگ ہیں وہ اگلے جہان میں قدم رکھتے ہی پکاریں گے کہ اتمم لنا نورنا یعنی اے ہمارے رب اب کے جہان کے ارتقاء کے سفر میں ہمارے نور کو کامل فرما جناب قارئین! انکا یہ نور ویسے دنیاوی زندگی سے کسب کردہ ہوگا یعنی دنیا کے اعمال کے طفیل تیار شدہ ہوگا (57-13) دنیا میں صالح اعمال سے تیار شدہ نور کے بارے میں ارشاد ہے کہ آخرت کے جہان میں نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ (66-8)(57-12) انکا اپنا تیار کردہ اپنا کیا کمایا ہوا نور انکے دائیں طرف اور سامنے سے سعی کرتا ہوا نظر آئے گا یعنی انکے صالح اعمال کا ملکہ خود اصلاح اور ارتقاء آخرت کی خاطر بھی سعی میں مصروف ہوگا۔ میں نے جو بار بار ارتقاء کا لفظ استعمال کیا ہے اسکا ثبوت آیت کریمہ کے جملہ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ کے اندر لفظ یسعیٰ میں موجود ہے جو ان جملوں کی معنی ہے کہ اہل جنت کا نور جو یہ لوگ دنیا سے صالح اعمال کی صورت میں تیار کرکے لائے تھے وہ انکے سامنے سے اور دائیں طرف سے سعی کریگا بھاگ دوڑ کریگا کوشش کریگا یمن

کے ساتھ طاقت کے ساتھ تو غور کیا جائے کہ پیچھے کے بجاء آگے کی طرف اور سامنے کی طرف جانے کو ہی ترقی اور ارتقاء کہا جاتا ہے، اس مقام پر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آخرت کے جہان کا ارتقاء کیا ہے؟ سو یہ بات سمجھنا بہت آسان ہے وہ اسطرح کہ موجودہ دنیا کی ترقی اور ارتقا نور اور نار سے ہوئی ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ بجلی نور بھی ہے نار بھی ہے واذالنفوس زوجت (81-7) کی گلوبل ولیج پیوں کی گاڑیوں جہازوں سے لیکر ٹیلی ویزن موبائیل فونوں کیمرائوں سے بھی جتنے بھی ذرائع نقل ورسل ہیں ان سب کا تعلق نور سے ہے مطلب کہ نور اور نار یہ ایندھن ہے جملہ صنعت کاریوں کا جو لوگ اللہ کے وجود کے منکر ہیں وہ اپنے ایسے جاہلانہ نظریہ سے موت کے بعد آخرت کے جہان کے بھی منکر ہیں اسطرح سے گویا وہ چوروں لٹیروں جاگیر داروں اور استحصالی سرمایہ داروں کے بھی حامی ہوگئے اس لئے کہ اگر موت کے بعد حساب کتاب جزا سزا کا جہان نہیں ہو گا تو اس دنیا میں کوئی ایمان دار بنے تو کیوں بنے جب جزا سزا کا جہان نہیں آنا تو موجودہ دنیا میں کوئی نیکیاں کیوں کرے اور بدکاریاں کس کے خوف سے نہ کرے ان منکرین خدا دہریوں نے جو دنیا کا حسن اور بے شمار خوبیں بے جان جامد مادہ کے کھاتے میں شمار کی ہیں تو ایسے لوگ بتائیں کہ دنیا کے مظلوم جو ظالموں کی چیرہ دستیوں کا شکار ہو کر ناحق قتل ہوگئے تو انکے ظالموں اور لٹیروں کے تو وارے نیارے ہوگئے جو جزا و سزا کا جہان ہی نہیں ہو گا، غور کیا جائے کہ یہ ساری بے تکی خرافات اللہ کے وجود سے انکار کی بنیاد پر معرض وجود میں آتی ہیں۔ آخرت کے جہان کا انکار بھی دنیاوی زندگی بے لغام اور لوٹ مار سے بھرپور گذارنے کیلئے ایک بہانہ ہی ہوا، خدا کے منکرین کا نظریہ انکار خدا یہ تو ایک فراڈ ہوا جو اس نظریہ سے لٹیروں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ جو کچھ بھی ہے صرف یہ موجودہ زندگی ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ملیگی حساب کتاب نہیں ہو گا۔ اسلئے جو کچھ لوٹ مار اور عیاشیاں کرنی ہیں آج ہی کی جائیں سب کچھ یہ دنیا ہے اسکے بعد کچھ بھی نہیں اس دنیا میں جو لوگ طبعا ایماندار ہیں دیانتدر ہیں لٹیرے لوگ ان سے جس طرح چاہیں لوٹ کھسوٹ کریں آگے کے جہان اور اس میں حساب کتاب جزاوسزا کا کوئی مسئلہ نہیں ہے گویا کہ اگر اس دنیا کو بہت حسین انداز سے مادے نے پیدا کیا ہے اور اس سنسکار کا موجد اور تخلیق کنندہ مادہ ہے تو بتایا جائے کہ مادہ کے قائم کردہ نظام کے اندر اتنے بڑے جھول پر کیا کہا جائے اگر مادہ کا کوئی وکیل جواب میں یہ کہے کہ مادہ تو جامد ہے غیر ذوی العقول میں سے ہے تو پھر ایسے بت پرستوں اور مندروں کے اندر پلاسٹک اور پتھروں کی مورتیوں کو پوجنے والوں میں کیا فرق سمجھیں؟ سو جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کو کسی نے دیکھا نہیں اسلئے وہ ہے ہی نہیں ایسے لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ کون کہتا ہے کہ اللہ کا لقاء نہیں ہو سکتا کیا تمنے اللہ کا اسدن لقاء نہیں کیا جو تمہاری آنکھوں کے سامنے

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ (28-81) قارون کو اسکے محلات سمیت زمین میں دھنساڈالا۔ اللہ کے لقاء کے کئی مناظر تاریخ کی آنکھوں نے دیکھے اور دکھائے ہیں فرعون اور ہامان اپنے لاءو لشکر سمیت جب ڈوب رہے تھے تو دریاء کے دوسرے کنارے پر اسی دریاء سے ابھی ابھی جب انکے غلاموں کا اسرائیلی ریوڑ پار ہوا تھا تو دریاخشک تھا دریاپانی سے خالی تھا دریا میں پانی نہیں تھا پھر پیچھے آنے والا فرعون اپنے سارے لشکر سمیت اسی دریا میں اترا تو غلام بنائے ہوئے اسرائیلیوں نے دوسرے کنارے سے اللہ کا لقاء کیا، اللہ کو دیکھا کہ اسنے خشک دریا میں پانی لایا اور سارے سردار اور جنرل لوگ ڈوب گئے (44-24)(20-77) ایک طرف جب ان بادشاہوں کے تاج اچھل رہے تھے تخت گرائے جارہے تھے تو سامنے کنارے پر پہنچے ہوئے کل کے غلام گویا کہ اللہ کا وہ لقاء کر رہے تھے اس وقت دیدار یار عام ہو گیا تھا، ان مواقع کے پیش نظر رب تعالیٰ نے بنی اسرائیلیوں کے حوالہ سے فرمایا کہ لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاء رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ(6-154) آؤ میرا دیدار کرو کاش میرے اس لقاء سے میری موجودگی پر ایمان لے آئو سورت رعد (13-2) میدان بدر میں سرداران قریش کی گردنیں کاٹی گئیں انکے سر انقلابی نوجوانوں کے ٹھڈوں سے فٹ بال بنگئے تھے کیا اس منظر میں لقاء رب کا مشاہدہ نہیں ہو رہا؟ لینن اور اسٹالن کے انقلاب سے زار شاہی اور اسکی رانی زارینہ اڑنتو ہو گئے اسی میں لقاء رب کا مشاہدہ نظر آتا ہے کمال اتاترک کے انقلاب سے سلطان عبدالحمید بال بچے لے کر ہندستان کی ہوٹلوں میں ٹھوکریں کھاتا رہا، اللہ تعالیٰ اپنے لقاء کے لئے تو خود بلاتا ہے لیکن عبرت حاصل کرنے کی ہماری آنکھیں اندھی ہیں ان مناظر میں اللہ خود کو دکھاتو رہاہے رہامعاملہ کہ ہم اپنی انکھوں سے اسے دیکھیں تو اللہ نے موسی کے بھی اس مطالبہ کو رد نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ لن ترانی یعنی تجھ میں دیکھنے کی استطاعت نہیں ہے توفیق نہیں ہے جب میری تجلی کو جلوہ کو جبل طور نہیں برداشت کر سکتا تو کسی اور کی کیا مجال ہے دیدار یار کے جلال اور ہیبت سے سارے ساز تار تار ہو کر بکھر جائیں گے۔

اسٹیٹ سروس کی تعلیم بھی اللہ کی عطا کردہ ہے

اللہ عزوجل نے انسانوں اور جنوں کیلئے جو آخرت کے جہان کی لازوال اور ابدی زندگی کی ارتقاء کی خاطر جنت میں صرف رفارمر اور مصلح انسانوں کی بھرتی کرنی ہے (66-8)(2-130) اس بھرتی کیلئے موجودہ دنیا کو ان کامیاب انسانوں کی بھرتی اور چناء کیلئے آزمائش گاہ بنایا ہے، موجودہ دنیا میں کامیاب اور کامران سوسائٹی کا ممبر بننا اور اس جنت کے ارتقاکے سفر کالائق بننے کیلئے جو امتحان پاس کرنا ہے اس امتحان کا سلیبس اور نصابی علم یعنی کتاب وہ صرف قرآن حکیم ہے جس کتاب قرآن کے منشور کی روشنی میں جولوگ دنیاوی حیاتی کو جنت بنائیں گے وہ لوگ آخرت کے جنتی

معاشرہ میں رہنے کے لئے مستحق اور پاس قرار دئے جائیں گے (2-201) دنیا کی زندگی میں پاس ہونے کی ہدایت رب تعالٰی کے ان احکامات میں مضمر ہے یعنی بھوکوں کو کھلائیں سورت البلد 90۔ آیت نمبر 11 تا 18 اور لوگوں کی پالنا کا نظام قائم کریں سورت الحج نمبر 22 آیت نمبر 41 معاشی برابری کا معاشرہ قائم کرنا (2-219) (41-10) سورت حمٓ سجدہ سرکاری بجیٹ بھی پیسے خرچ کرکے انقلاب آنے سے پہلے دور کے غلاموں کو آزاد کرانا ہے، اور انقلاب آجانے کے بعد سرے سے غلام سازی پر بندش کا حکم بھی سورت نور (24-33) سورت انفال اور محمد (8-67)(47-4) میں موجود ہے عورت اور مرد کے برابری کا قانون (2-228) سورت بقرہ۔ محنت کش کو اسکی پوری اجرت دیں سورت طہ (20-15)(45-22) سورت الجاثیہ۔ میں موجود ہے بغیر علم وحی کے اشتراکیت کا فلسفہ دینے والوں میں سے فارس کا دانشور مزدک ہے جس نے زر، زن اور زمین کو جملہ انسانوں کی مشترکہ ملکیت قرار دیا تھا۔ اسکی فلاسفی میں جو بڑا جھول ہے وہ یہ کہ اس میں عورت کو جیسے کہ انسان ہی تسلیم نہیں کیا گیا اور اسے ملکیت قرار دینے سے گویا مزدک نے عورت کی آزادی کا بھی انکار کیا، جناب ابراہیم علیہ السلام اور جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام نے جو عالمگیر نظریہ دیا ہے اس میں سیکیولرازم، سوشلزم اور نیشلزم تینوں نظریے نہایت وضاحت کے ساتھ ٹھوس دلائل کے ساتھ اتم درجہ پر قرآن حکیم میں سمجھائے گئے ہیں جن کا مختصر مطالعہ میری کتاب سیکیولرازم اور دو قومی نظریہ میں پڑھا جائے جو میرے نام سے فیس بک پر موجود ہے۔

محترم قارئین! قرآن کے ریاست کیلئے فلاحی قوانین کے یہ بہت تھوڑے حوالے میں نے لکھے ہیں اصل میں جو بات آپ کی خدمت میں عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ لٹیری ذہنیت کے حامل ہیں اور سرمایہ داریت اور جاگیر داریت کے علمبردار ہیں اور انہوں نے اللہ کے وجود کا انکار کیا ہے آخرت کے یوم حساب اور جزا سزا کا انکار کیا ہے انہوں نے ایسا نظریہ اپنے ناقص علمی فلسفوں کے حوالہ سے مشہور کیا ہوا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ کوئی اگر دنیا میں بے ایمانی کرے چوری کرے زنا کرے ماں بیٹی بہن بھانجی بھتیجی وغیرہ سے بھی زنا کرے تو وہ کسی کے بھی احتساب سے نہیں ڈرے گا اور اگر ریاست آپکی بن جائے گی تو وہ ان حرام کردہ رشتوں اور کرپشن کو کن قوانین سے ممنوع قرار دیں گے؟۔ اگر وہ یہ جواب دیں کہ ہیومن ازم بھی انکے لئے ایک نظریہ ہے تو بتائیں کہ انکے ہیومن ازم میں مذکور رشتوں والی عورتوں کی حرمت کا فلسفہ کیا ہے اور کہاں ہے؟ انکی خدمت میں مزید عرض ہے کہ انکا والا ہیومن ازم بھی تو دنیاوی زندگی کی حد تک محدود ہے کوئی اگر دنیا میں فنکاریوں کے ساتھ چھپ چھپا کر جرائم کرنے لوٹ مار کرنے میں کامیاب

ہو جاتا ہے تو جسکا اسنے حق مارا ہے جس کو اسنے لوٹا ہے وہ مظلوم تو اپنا حساب ظالم کے مر جانے کے بعد یا خود ہی مر جانے کے بعد کسی سے نہیں لے سکے گا؟ جو لوگ معاشی نظریہ کے حوالہ سے کمیونسٹ اور سوشلسٹ ہیں ہمارا یہ بحث انکے ساتھ نہیں ہے اسلئے کہ یہ معاشی اور سماجی نظریے ہیں جو علم وحی کے حوالوں سے اللہ کے دئے ہوئے ہیں ہمارا بحث تو اتھیسٹ اور منکرین وجود باری تعالیٰ سے ہے کہ اگر بقول انکے بے حس اور جامد مادہ ہی کائنات عالم کا تخلیق کار اور خلاق کل ہے تو اسنے ایسا جہان کیوں کر پیدا کیا جس میں مجرمین سے دنیاوی زندگی کے بعد بھی حساب لینے کا کوئی انتظام نہ ہو جس بے جان اور بے حس مادہ کو اپنے وجود کی کیفیات کا بھی علم نہ ہو تو سورج چاند سردی گرمی بہار وخزاں کی موسموں کو ترتیب سے لانے والا کون ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاء كُلَّهَا(2-31) کی سائنسی مبادیات کی حکمتیں بے حس مادہ میں کس طرح آسکی ہیں لہسن ادرک سرکہ صوف اور نمبو کے پانی کو شہد کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے دل کی بند شریانوں میں بغیر وال تبدیل کرنے کے ان کو صاف کرنے کے خواص کس نے ودیعت کئے ہیں میں خواص الاشیائے کی ساری حکمت کا ذکر تو اس مضمون میں نہیں کر سکوں گا لیکن جگنو کے پچھلے چمکیلی حصہ کے کھانے سے گردے کی پتھری کو گلا کر خارج کرنا بغیر لیزر آپریشن کے ہو جاتا ہے تو یہ کس کا کمال ہے اس میں کس کا ہنر ہے اللہ نے اخروٹ کے مغز کی ساخت انسانی مغز کے مشابہ بنا کر بتایا ہے کہ اسکے کھانے اور استعمال کرنے سے دماغ کو تقویت ملے گی۔ بادام کے مغز کی ساخت آنکھ کی طرح بنا کر سمجھایا ہے کہ مغز بادام آنکھ کی نظر کیلئے تقویت کا باعث ہو گا، پستہ کے مغز کی ساخت دل کی ساخت کے موافق بنا کر سمجھایا ہے کہ پستے دل کی تقویت کیلئے مفید رہیں گے کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ جامد اور بے حس مادہ ان خواص کے سمجھانے کا حامل ہو سکتا ہے؟ اور ان اعضاء کی طرح ڈراء فروٹ کی صورت بنا سکتا ہے؟ شرم بوٹی کے پودے کو اگر کوئی مرد ہاتھ لگا تا ہے تو اسکے پتے مرجھا جاتے ہیں لیکن اگر کوئی بھی عورت اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتی ہے تو وہ حسب سابق تر و تازہ رہتی ہے بتایا جائے کہ اس چھوئی موئی پودے میں نر و مادہ کی تمیز اور شناخت کس نے رکھی ہے!!؟

وجود باری تعالیٰ کے منکرین سے اللہ کی بات چیت

(سورت الواقعہ) أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ (56-63)تا،فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (56-74)

(خلاصہ) اے منکرین خدا کبھی تم نے اپنی بوئی ہوئی کھیتی باڑی پر بھی غور کیا ہے کہ اسے اگا کر تیار کرنے میں آپ کا کتنا حصہ ہے اور میرا کتنا حصہ ہے؟ تم لوگ تو ہل چلا کر بیج ڈال دیتے ہو آگے تمہیں پتہ ہے کہ جس مٹی میں بیج ملاتے ہو وہ کتنی تیزابیت رکھتی ہے جو اپنے اندر رکھے ہوئے لوہے کی بھی کھال اتار دیتی ہے لیکن اس مٹی کو میرا آرڈر ہوتا ہے کہ

خبر دار اس بیج کو نہ گلانا اس بیج سے جو اناج کے لئے خوشے اور بالیں اگے گیں یہ سب مَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ (56-73) اس سے میں بھوکوں کے قوت روز گار کا بندوبست کروں گا۔ اے منکرین خدا نام نہاد دانشورو! تمھیں پتہ ہے کہ اگر ہم چاہیں بھی تو آپکے بوئے ہوئے بیج یا کھیتی کو طوفانوں سے یا لہ باری سے تہس نہس بھی کر سکتے ہیں اتنی حد تک جو پوری کھیتی بیج سمیت چورا چورا ہو جائے جس پر پھر تم چیختے رہو کہ مر گئے، کچھ نہیں بچا سارے کشالے رائیگان ہو گئے، ہل چلانے کی محنت بھی ضایع ہوئی، دوائیں بھی ضائع ہو گئیں، چٹی پر چٹی ہم تو مارے گئے۔ اسکے بعد اپنے لئے پینے کے پانی پر بھی تم لوگوں نے کبھی غور کیا ہے کہ کیا کہ اسے بادلوں سے تمنے نازل کیا ہے یا ہم نے؟ اگر ہم چاہتے تو ہم اسے اسی کھاری اور کڑوی کیفیت میں ہی برساتے۔ ہم نے سمندروں کے کڑوے پانی کی بھاپ کو اوپر اٹھا کر اسکے بادل بنا کر ان میں لاکھوں کروڑوں ٹنوں پانی کو خلاؤں میں قائم کردہ ہماری لیبارٹریاں میٹھا بناتی ہیں کیا خلاؤں کے اندر ہماری لیبارٹریوں کی گرج چمک آپ زمین کے اوپر نہیں سنتے؟ نہیں دیکھتے سورت البقرہ (2-19-20) یہ پانی اور اسکی بھاپ سمندر میں سے اٹھتے وقت کڑوی اور کیسلی تھی لیکن خلاؤں میں ہماری لیبارٹریوں کی تیار کردہ بجلی اور وزندار بھاری بادلوں کو سفر کرانے والی گرجدار ہواؤں اور طوفانوں کے ذریعے اس پانی کو میٹھا اور منزل بنا کر ہمنے نازل کیا!! جس سے تمھاری کھیتیاں بھی سیر اب ہوتی ہیں اور تم بھی چوپایوں سمیت اس سے پیتے ہو۔ کیا تم نے اپنے لئے کھانے پکانے کی ضروریات کی خاطر آگ پر غور نہیں کیا جسے ہم نے ایک ہرے بھرے سبز درخت کے گیلے پتوں سے بنایا ہے کیا اس آگ والے درخت کو تمنے اگایا ہے یا ہم نے اگایا ہے؟ تم نہیں جانتے کہ کسطرح یہ ہمارا سارا آگ اور پانی والا نظام بھوکوں کی بھوک مٹانے کیلئے قوت اور روز گار کی خاطر روزانہ مصروف کار ہے؟

مناسب سمجھتا ہوں کہ منکریں وجود باری تعالیٰ کی توجہ ان اٰیات (56-74-63) تک کے ساتھ علامہ اقبال کی اس بانگ کی طرف بھی دلائوں

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریائوں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادسازگار
خاک یہ کس کی ہے کسکا ہے نور آفتاب
کسنے بھردی موتیوں سے خوشہء گندم کی جیب
موسموں کو کسنے سکھلائی ہے خوءِ انقلاب

دہ خدایا یہ زمین تیری نہیں تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں تیری نہیں میری نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نبوت کیا ہے اور ختم نبوت کیا ہے

انسانی کھیتی کے شروع میں رب تعالیٰ نے جب نوع آدم اور اسکی نوعی جوڑی دار عورتوں کو فرمایا کہ تم اس سبزہ زار اور باغات سے ڈھکی ہوئی ارض جنت میں سکونت پذیر ہو جاؤ اور آپس میں لوٹ کھسوٹ اور ذخیرہ اندوزی کی مشاجرت سے دور رہو، اگر آپنے میرا یہ حکم نہ مانا تو آپکا شمار ظالموں میں ہو گا(2-35) اسکے بعد نوع مرد اور نوع عورت کے جملہ افراد کو انکی شیطنت نے تلقین خداوندی سے بہکایا جس کی پاداش میں اللہ نے نکالا انکو ان آسائشوں سے جن میں وہ رہتے تھے اور ہم نے کہا ان سب مردوں اور عورتوں کو کہ خائب وخاسر ہو جاؤ، اب تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور آپ کے لئے دھرتی میں ٹھکانا اور سامان معیشت ہو گا وقت مقررہ تک (2-36) پھر علم نبوت سے حاصل کیا انسان نے اپنے رب سے قوانین کو۔ پھر اسپر لوٹا آدم (ہدایت لیتے ہوئے) بلاشک اللہ بھی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (2-37) آگے انکوڈی گریڈ کرنے کے بعد اللہ نے فرمایا کہ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (2-38) یعنی پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے آئے ہدایت آپ کے لئے توجو بھی تابعداری کریگا پھر ان کے لئے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔(2-38) نوع انسان کا یہ شروع دور تو امت واحدہ کی طرح تھا لیکن شیطان نے ان کے درمیان جب معاشی مشاجرت کی دراڑیں ڈالیں اور درختوں کی ٹہینوں کی طرح منتشر ہو گئے۔ پھر اللہ نے بھیجا اپنے نبیوں کو انکی طرف ہدایت کی خاطر فرمانبرداروں کیلئے خوشخبریاں دینے والے اور نافرمانوں کے لئے ڈرانے والے بنا کر اور ان کے ساتھ کتابیں بھی نازل فرمائیں جن کے قوانین حق پر مبنی تھے اس لئے کہ فیصلے کریں لوگوں کے درمیان اور حکمرانی کریں ان کے اختلافی معاملات میں اور انکے درمیان وجہ اختلاف یہ تھا کہ جب ان کو بینات پر مبنی علم دیا گیا تو آپس کے ساتھ ذاتی بغاوتوں کی بنا پر لڑ پڑے پھر اللہ نے ہدایت بخشی ان لوگوں کو جو اللہ کے قانون کے ساتھ منسلک تھا اللہ کا قانون مشیت ایسے ہی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے صراط مستقیم کی طرف آنے کی(2-213)

جناب قارئین!اوپر کی آیات سے معلوم ہوا ثابت ہوا کہ اللہ نے انسان کو شروع والی زندگی میں زمینی ذخائر رزق وافر مقدار میں عطا کر کے ولا تقربا ھٰذہ الشجرہ کے حکم سے انہیں کلاسیفکیشن والی معیشت اور معاشرت سے منع فرمائی اس لئے کہ یہ طبقاتیت آپ کو مشاجرت کے جہنم مثل معاشرہ میں دھکیل دے گی لیکن انسان نے اللہ کے اس حکم کو نہیں مانا پھر اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ مستقبل کے ہر دور میں ایک کتاب ہدایت کے ساتھ مستقل طور پر ان کے لئے اپنی طرف سے کوئی ہدایت کے راستہ کی خبر دینے والا مقرر کروں جو وہ انکو میری طرف سے راہ حق کی رہنمائی کرتا رہے جس کو قرآن کی زبان میں نبی کہا گیا ہے یہ نبوت کا سلسلہ انسانوں کی ھدایت کے لئے اللہ کا بڑا احسان ہوا جو اس درسگاہ نبوت اور اسکول کے ذریعے ہدایت کے پاس شدہ اور مجرب فارمولوں سے انسان اپنی مختصر ساٹھ ستر سال کی زندگی میں ارتقا کی صدیوں کے سفر پر مشتمل سیڑھیاں عبور کر سکے اور ایسے ہوا بھی جو انسان ترقی کی راہوں میں شروع سے ہی جناب نوح اور جناب سلیمان علیھما السلام کے زمانہ نبوت تک بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں تک کی صنعت تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا (36-38)(81-21)(34-12) نیز جو بادشاہ جمشید کا جام جمشید مشہور ہے کہ اس میں ساری دنیا دیکھی جا سکتی تھی وہ بھی اس دور کی ٹیلی ویزن کی ایجاد ہی تھی۔

جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام پر نبوت کا سلسلہ ختم کیوں کیا گیا اور اس کی فلاسفی

جناب قارئین! ایسی جملہ ترقیاں علم وحی کے عطا کردہ مساوی معاشی نظام کی مرہوں منت تھیں جسکو استحصالی لٹیروں نے برداشت نہیں کیا کیوں کہ وہ اجتماعی خوشحالیوں کے مقابلہ میں اپنی انفرادی ترقی اور خوشحالی چاہتے تھے جن کے تعارف کی خاطر اللہ نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (22-51) یعنی یہ وہ جہنمی لوگ ہیں جو ہمیشہ ہماری آیات علم وحی کو ناکام اور بے بس کرنے کے درپئے رہتے تھے۔ اس سے اگلی آیت میں اللہ نے ان کے کارندوں کا بھی اپنے رسول کو تعارف کرایا کہ اے محمد علیک السلام! آپ سے پہلے کے جتنے بھی رسول اور نبی ہم نے بھیجے تھے پھر شوق اور جذبہ سے انہوں نے فلسفہ نبوت کو جو رائج کیا تو شیطان صفت پیشوائیت نے ان کے جانے کے بعد آیات وحی کی جگہ خلاف قرآن روایات کو وحی غیر متلو کے نام سے نبوت کی فلاسفی میں ملاوٹیں ڈالنی شروع کر دی تھی۔

جناب قارئین! اس صورت حال کے پیش نظر اللہ عزوجل نے فیصلہ فرمایا کہ نوح سے عیسیٰ علیھما السلام کے سلسلہ انبیاء کے بعد اب:

ستاروں کو کہدو کہ کوچ کریں کیوں کہ شمس منور آتا ہے

قوموں کے پیغمبر آچکے اب سب کا پیغمبر آتا ہے

یعنی محمد علیہ السلام کو آخری نبی بنا کر سلسلہ نبوت کو آئندہ کے لئے ختم کر کے بند کر دیا گیا اور فیصلہ فرمایا کہ اسے دی جانے والی آخری کتاب قرآن کو میں اللہ خود شیطان صفت بکاؤمال ضمیر فروش پیشوائیت کی طرف سے قرآنی علم وحی میں روایاتی فنکاریوں یعنی ملاوٹوں سے محفوظ کروں گا(15-9) یہ اور بات ہے کہ شروع اسلام سے قرآن میں ملاوٹوں کے راہیں کھولنے کے لئے کئی حدیثیں بنائی گئیں جن کے سہارے آجتک عالمی استحصالی سامراج مسلم امت میں اپنی گماشتہ مذہبی پیشوائیت اور بکاؤمال سیاسی قیادتوں کی ملی بھگت سے قرآن حکیم میں ملاوٹوں کے نسخے بنواتی رہتی ہے جس کا اعتراف اور اقرار خود فرقہ اہل حدیث کے رسالہ ماہوار رشد لاہور شمارہ نمبر چار۔ماہ جون 2009ع میں موجود ہے۔ کہ مصر کویت حکومت سعودیہ اور خود ان رشدی لاہوری اہل حدیثوں نے حرفی ملاوٹوں کے جملہ قرآن بیس عدد سے زیادہ تعداد میں نسخے تیار کئے ہیں اور لاہوری اہل حدیثوں نے اپنے تیار کردہ سولہ عدد نسخوں کی طباعت کے لئے لکھا ہے کہ یہ حکومت سعودی کو چھپوانے کے لئے دئے جائیں گے۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجاماند مسلمانی

جناب قارئین! اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو فرایا کہ میں نے تو آپ کے اوپر ایک کتاب نازل کی ہے (3-3-7) اب کوئی بتائے کہ لاہوری اہل حدیثوں کے بنائے ہوئے سولہ قرآن اسطرح شام مصر کویت آمریکہ سعودیوں کے دودو تین تین یہ سب کے سب تو وہ قرآن ہوئے جو اللہ کے نازل کردہ ایک قرآن (3-3-7) کے مقابل مخالف اور غیر ہوئے یہ منزل من اللہ ہونے کے بجاء منزل من امریکہ لاہور۔مصر۔شام۔کویت۔سعودیہ ہوئے قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے کافر قرار دیا انہوں نے بقول فریادیوں کے اپنے مرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی بروزی نبی کہا تھا لیکن وہ محمد علیہ السلام کے اوپر ایک قرآن کے سوا دوسرے کتاب کے نازل ہونے کی بات نہیں کرتے تھے یعنی وہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ کتاب قرآن کو وحدہ لاشریک کتاب ماننے کی بات بھی کرتے ہیں جب کہ سعودی، مصری، کویتی، شامی، امریکی اور لاہوری اہل حدیث لوگ اللہ کے نازل کردہ ایک قرآن کی جگہ کئی قرآن بنا کر ان پر ایمان لانے کی دنیا والوں کو دعوت بھی دیتے ہیں تو کیا یہ سب قادیانیوں سے بڑھکر منکرین قرآن اور منکرین ختم نبوت نہیں ہوئے؟!!! نبی جب نبی ہوتا ہے جب اسکے اوپر اللہ کی جانب سے کتاب نازل ہو، کوئی بھی نبی بغیر کتاب کے نبی نہیں ہو سکتا (21-79) یہ غلط ہے

کہ اللہ کی طرف سے صرف چار کتابیں نازل ہوئی ہیں سو جس طرح کوئی بھی شخص اللہ کے نبی کی طرح خود کو نبی کہلائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے تو اسی طرح جو بھی کوئی شخص اللہ کی ایک کتاب کی جگہ حرفی ملاوٹوں کے ساتھ کئی قرآن بنا کر ان کو بھی اللہ کی کتاب کہکر پیش کرے تو وہ بھی قادیانیوں سے بڑھکر مرتد اور کافر ہو گا کیونکہ قادیانی اپنے مرزا غلام احمد کو تاویل کے ساتھ ظلی بروزی شیڈو نبی کہتے ہیں۔ اہل حدیث اپنے بنائے ہوئے جملہ سولہ بیس پچیس قرآنوں کو بغیر کسی تاویل کے اللہ کا قرآن قرار دیتے ہیں تو بتایا جائے کہ یہ لوگ کیوں کر قادیانیوں سے کفر کرنے میں کم ہوئے ؟!!! بعض ان کے پیروکار کہتے ہیں کہ حرفوں کے اضافے یہ صرف جدا قرآئتوں کے نام ہیں یہ بات سراسر غلط ہے کیوں کہ ایک بھی حرف کے اضافہ سے الفاظ کی شکل یعنی صیغہ اور معنی دونوں بدل جاتے ہیں جیسے کہ کسی ایک شخص کا نام زید ہو پھر اس میں ایک حرف یا کا اضافہ کیا جائے تو وہ یزید بنجائے گا حروف کا اضافہ تو بڑی بات ہے لیکن اگر کسی لفظ کے کسی ایک حرف کی صرف اعراب ہی بدل جائے تو بھی لفظ اور معنی دونوں بدل جاتے ہیں جس طرح الجنت کی حرف جیم کی زبر کے ساتھ معنی ہے باغات اور اسکی جگہ الجنۃ کے حرف جیم کو اگر زبر کی جگہ زیر دی جائے یعنی من الجنۃ والناس تو معنی ہو گی مخلوق جن اور آدمی لوگ وغیرہ۔ سو نبی اور نبوت کا تعلق اللہ سے ہے یعنی نبی اللہ سے احکامات اور خبریں لیتا ہے اور رسول کی رسالت کا تعلق بندوں سے ہوتا ہے یعنی اللہ سے احکام لیتے وقت وہ نبی ہے اور لوگوں کو وہ احکام پہنچاتے وقت وہی نبی رسول بنجاتا ہے یعنی ہر نبی لازمی طور سے رسول بھی ہے۔

بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی جو تحریک چلی تھی ان دنوں مذہبی پیشوائیت نے ایک یہ بھی نعرہ مشہور کیا تھا کہ قادیانی کافر ہیں جو کوئی شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے سو ہم بھی انکی نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں بلکہ اپنی طرف سے بھی خود قرآن کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی پر ایک قرآن نازل کیا ہے (3-7) جو اس ایک قرآن کو ایک سے بڑھ کر دسیوں بیسیوں قرآن قرار دیگا تو وہ منکر قرآن اور کافر ہو گا اور پھر جو ان کو کافر نہ کہے گا وہ بھی بقول ان کے کافر ہو گا کیوں کہ نبوت کتاب قرآن کے ساتھ لازم ملزوم ہے یعنی ایک نبی ایک کتاب (3-7) اور کئی انبیاء کو کئی کتابیں (2-213) اور کوئی نبی بغیر کتاب کے نہیں ہو سکتا کوئی یہ نہ کہے کہ جناب ھارون علیہ السلام کو کتاب نہیں دی گئی تھی بلکہ وہ بھی صاحب کتاب نبی تھا (3-81) (21-48) مطلب کہ جن جن فرقوں اور حکومتی اداروں نے قرآن کے نام سے کئی قرآن حرفی ملاوٹوں سے تیار کئے ہیں وہ سب فرقے اور اتھارٹیاں منکرین ختم نبوت ہیں۔ ساتھ میں یہ بھی یقین کیا جائے کہ جو بھی امامی فرقوں والے لوگ اپنے دینی عربی مدارس میں اپنے اماموں کے ناموں کی فقہیں

پڑھتے پڑھاتے ہیں جن کا مأخذ کے حساب سے قرآن سے کوئی بھی استنباط اور استدلال نہیں ہوتا ایسے سارے فرقے مخالفین قرآن اور منکرین و مخالفین ختم نبوت ہوئے۔

ان جملہ امامی علوم کے پڑھنے پڑھانے والے مکاتب فکر کے نصاب تعلیم پر غور کیا جائیگا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ ان کا تعلق اور شجرہ اتحاد ثلاثہ یہود مجوس اور نصاریٰ کے مکاتب فکر یعنی بائیبل قدیم جدید زنداویستا اور تالمود کی تعلیمات سے ہے جن کا نصاب انبیاعلیھم السلام کو دی گئی علم وحی کی تعلیم کے رد میں تیار کردہ ہے کوئی اعتبار نہ کرے تو وہ اوپر کے علوم پڑھکر پھر صحاح ستہ نامی کتابیں اور دیگر احادیث کی کتابیں پڑھے تو ان کی آپس کی فکری اور نظریاتی موافقت کھل کر نظر آجائے گی جن مشابہتوں کو میں اپنی کتابوں میں بھی کھول کر لاچکا ہوں۔ ختم نبوت کی اہمیت اور علم وحی کے نصاب تعلیم کو تو مسلموں سے زیادہ دشمنوں نے خوب سمجھا ہے اسی وجہ سے انہوں نے دنیا بھر کے مسلم معاشروں میں اپنے ایجاد کردہ امامی علوم کو مسلموں کے عربی مدارس میں اسلامی علوم کے نام سے داخل درس نظامی کرایا ہوا ہے یہی سبب ہے جو مسلم امت کے علماء دین کی سوچ اور ذہنوں میں اب تک قرآن کے نظریہ ختم نبوت (40-33) کی اتنی اہمیت نہیں ہے تو اکابرین امت مسلمہ بتائیں کہ ان کے نصاب تعلیم میں مسائل حیات کا استنباط خالص قرآن سے کیوں نہیں اور بجاء قرآن کے مجوسی اماموں کی تبرائی روایات کے حوالوں سے کیوں اسلامی نام کی تعلیمات دی جارہی ہیں؟ اور امت کے اندر انہوں نے یہ شور شرابہ پھیلایا ہوا ہے کہ قرآن ان کی احادیث کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا یعنی یہ لوگ اللہ کے اس استفہامی اعلان کے منکر ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (3-39) یعنی کیوں آپ لوگ اللہ کے لئے خالص دین کے حق کو تسلیم نہیں کرتے؟ اور اللہ کے دین میں کیوں غیر اللہ کے علوم کی ملاوٹ کرتے ہو؟ نعرہ تو ختم نبوت کا لگاتے ہو۔ نبوت کا تحفہ اور ورثہ تو قرآن ہے پھر آپ اپنے مدارس میں جب خلاف قرآن امامی علوم پڑھاتے ہو تو اس سے منکرین ختم نبوت تو تم خلاف قرآن درس نظامی پڑھانے والے ہوئے!!! مسئلہ ختم نبوت کی آڑ لے کر شروع شروع پاکستان کے دنوں مین خواجہ ناظم الدین بنگالی کو گورنری کے عہدہ سے ہٹانے کے لئے چودھری محمد علی آرائیں نے جو اس وقت مسلم لیگ کا صدر تھا فائدہ اٹھایا یہ مشہور کرکے کہ خواجہ صاحب قادیانیوں کا یار ہے اسپر شہر لاہور میں جزوی مارشلا لگاکر جنرل اعظم خان کے ہاتھوں مال روڈ پر دس ہزار مسلمانوں کو چند گھنٹوں میں شہید کرادیا۔ پھر اس کو اعزازی طور پر کراچی شہر میں ایک بستی کا نام اعظم بستی رکھ کر خوش کردیا۔ مسئلہ ختم نبوت کی اصل روح تو یہ ہے کہ اپنی حیاتی اور زندگی کی اصلاح کے لئے قرآن سے ہدایات حاصل کرو لیکن امت کی

مذہبی پیشوائیت نے خلاف قرآن ذاتی ملکیت رکھنے کیلئے جھوٹی حدیثیں بنائیں اور قرآن نے غلام سازی پر بندش عائد کی (8-67)(47-4) لیکن درس نظامی کے علم حدیث نے غلامی کو جاری رکھا، قرآن نے مردوں اور عورتوں کو برابری کا درجہ دیا(2-228) لیکن درس نظامی کے علم حدیث نے عورتوں پر مردوں کو فوقیت دی۔

بتایا جائے کہ نبوت کے عطاکردہ علم قرآن کا منکر کون؟ ذوالفقار علی بھٹو کو لالچ تھی کہ میرا اقتدار لمبے عرصہ تک سلامت رہے اسنے بھی اسکی خاطر چودھری محمد علی کی طرح مسئلہ ختم نبوت کو اچھالا مطلب کہ سیاسی کیمپ والے بھی اپنی کرسی بچانے کے لئے دین اسلام کے مسئلہ ختم نبوت کو سیڑھی کی طرح استعمال کرنا چاہتے ہیں سو ہم ختم نبوت کے نعرے بازوں سے ادب کے ساتھ سوال کرتے ہیں کہ نبوت کی معرفت عطاکردہ کتاب قرآن کو آپنے اپنے مدارس عربیہ میں اتحاد ثلاثہ کے امامی علوم کا تابع بناکر کیوں رکھاہوا ہے ؟!!!!اور براہ راست قرآن حکیم کو اب تک مسائل حیات کی تعلیمات کا وحدہ لاشریک مأخذ اور حقدار کیوں تسلیم نہیں کیا؟

فلسفہ نبوت اور ختم نبوت

میرے اس مضمون کا مقصد ہے کہ سلسلہ نبوت یعنی نبی بنانا یا نبوت کا منصب کسی کو ملنا یہ عمل جو جناب نوح علیہ السلام سے شروع کیا گیا تھا وہ جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام پر ختم کیا گیا ہے یہ کیوں اور کس واسطے اس سوال کے جواب میں یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ سورت احزاب 33 آیت نمبر 07 اور آیت نمبر 40۔

مقصد تخلیق آدم

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ،سورت الذاریات 51 آیت نمبر 56۔ یعنی فرمان ربی ہے کہ میں نے آدمیوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے عبد بنکر رہیں عبد معنی غلام یعنی صرف میرے کہے پر عمل کریں، معلوم ہونا چاہیے کہ جن اور انس آدم کی آدمی کی دوعدد کوالٹیوں کے نام ہیں یہ ایک ہی معاشرت کے یکسان باسی ہیں۔ سورت الرحمان آیت نمبر 33۔ مطلب کہ جن اور انس جدا جدا مخلوق نہیں ہیں جس طرح کہ انس آدمی ہے اسطرح جن بھی آدمی ہے سورت الجن 72 آیت نمبر 06۔ اللہ کی عبدیت میں غلامی میں اطاعت گذاری میں جس نے اپنی زندگی بسر کی ان کے لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ(9-111) یعنی انکا سودا اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ انکی جان اور مال اللہ کیلئے ہے اور بدلہ میں انکے لئے جنت

ہے یہ لوگ زندگی کی مشن میں عوامی حقوق کی خاطر لڑتے جھگڑتے رہیں گے۔ اللہ نے انسانوں کی تاریخ بتائی کہ یہ لوگ شروع میں تو امت واحدہ تھے پھر جو انہوں نے حکم ربی ولا تقربا ھٰذہ الشجرہ کی انحرافی کرکے تیری میری کی مشاجرت میں پڑ گئے اسکے بعد انکی ہدایت کے لئے ہمنے سلسلہ نبوت جاری کیا جو انبیاء انکے اصلاحی کاموں پر انکو کامیابی کی خوشخبریں دیں اور ان کی بداعمالیوں پر انکو ڈارئیں ان انبیاء کرام کو ایسی تعلیم کیلئے اللہ نے اپنی طرف سے حق کی تعلیم کی کتابیں بذریعہ وحی بھی دیں جن کے قوانین سے لوگوں کے درمیان حکمرانی کریں اور انکے اختلاف بھی ختم کریں (2-213) یہ سلسلہ نبوت جناب نوح علیہ السلام سے شروع ہو کر آگے جناب ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام سے ہوتا ہوا جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام تک ختم ہوا بعثت انبیاء کی فلاسفی جو قرآن کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق رہی ہے وہ یہ کہ مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً (17-15) یعنی ہم کسی کو سزا نہیں دیتے جب تک کہ ان کے لئے ہماری مشن ہدایت کے پیغام ان تک نہ پہنچیں۔ یہ غلط مشہور کیا گیا ہے کہ آسمان سے کل چار کتابیں نازل کی گئی ہیں توریت انجیل زبور اور قرآن۔ جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی نبی بغیر کتاب کے نہیں بھیجا گیا چہ جائیکہ موسیٰ کا بھائی ہارون ہو یا ابراہیم کے بیٹے اسماعیل اور اسحاق ہوں یا یعقوب کا بیٹا یوسف ہو جملہ انبیاء علیہم السلام کے لئے اللہ نے فرمایا کہ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا (21-79) سارے انبیاء کو ہمنے حکمرانی اور علم وحی عطا کی تھی خود اس آیت کریمہ کے حوالہ سے بھی فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ (2-213) ترجمہ ابھی اوپر گذر چکا۔ مطلب کہ کوئی بھی نبی بغیر کتاب کے نہیں بھیجا گیا۔

نبوت سے مقصد

لفظ آدم فرد واحد کا نام نہیں ہے یہ لفظ جملہ انسانوں کا نوعی نام ہے سو فرمان ربی ہے کہ ہمنے تخلیق آدم کے بعد جب جملہ آدمیوں سے کہا کہ آپ لوگ اس باغوں بھری زمین میں سکونت پذیر ہو جاؤ اور اس سے جی بھر کر ہر جگہ سے کھاتے پیتے رہو لیکن وَلاَ تَقْرَبَا هَـذِهِ الشَّجَرَةَ (2-35) یعنی مشاجرت میں ڈالنے والی چیز کی طرف قریب سے بھی نہ گذریں۔ لیکن انسان نے نہ مانا اور آدمیوں نے وسائل رزق کے اوپر ذاتی ملکیتوں کے ٹھپے لگانے شروع کئے تو رب تعالیٰ نے بھی بنی نوع آدم کیلئے ریمارک دیا کہ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى (20-121) یعنی انسان نے اپنے رب

کی نافرمانی کی اور بہک گیا اگر آدم بقول امامی علوم وروایات کے مطابق نبی ہوتا تو اللہ اس کے لئے یہ عصیان اور غوایت کا رمارک نہ دیتا۔ پھر جب اللہ نے دیکھا کہ یہ آدم تیری میری کے ٹھپوں کی مشاجرت اور ارتکاز دولت کی ہوس کاری سے باز نہیں آئے گا تو فرمایا کہ قُلْنَا اهْبِطُواْ مِنْهَا جَمِيعاً فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (2-38) یعنی تم سارے کے سارے آدمی (میرے دئے ہوئے مرتبہ اور اعزاز سے) اتر جاؤ، ڈی گریڈ ہو جاؤ اسکے بعد میری طرف سے آپکی طرف ہدایت آتی رہے گی پھر جو کوئی بھی تابعداری کریگا میری ہدایت کی تو اسے کوئی خوف اور غم نہیں ہو گا۔

محترم قارئین! اسی بعثت رسالت و نبوت سے ایک مقصد بتایا گیا کہ ہدایت کے پیکیج کی اتباع سے سفر حیات میں کوئی غلط کاری نہیں کرنی جس کی وجہ سے مستقبل میں مصیبت کے آنے کا کوئی خوف نہ ہو گا اور اس ہدایت کے پیکیج پر عمل کرنے سے کوئی خطا بھی نہیں ہو گی جس سے کوئی صدمہ پہنچے اور کوئی غم ہو یا پشیمانی اور ملال ہو۔ مزید اس فلسفہ نبوت اور رسالت کو اللہ نے سورت طٰہ میں کچھ مختلف پیرایہ میں یوں سمجھایا کہ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى (20-123) یعنی انبیاء علیھم السلام کی معرفت ملے ہوئے ہدایت کے پیکیج سے انسان نہ گمراہ ہو گا اور نہ ہی مشقتوں میں پڑیگا مطلب کہ ہمیشہ راہ راست پر رہیگا اور سہل زندگی گذارے گا ایسی جو اسے نہ کوئی خوف پریشان کریگا اور نہ ہی کوئی غم۔ سوچا جائے کہ علم وحی کی رہنمائی کے کتنے تو جامع قسم کے اغراض و مقاصد ہیں اللہ نے ان کے لئے جو انبیاء علیھم السلام کو بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا تو ہر دور میں اس بعثت انبیاء کے کل تین مقاصد رہے ہیں ایک یہ کہ معاشرے کے اندر فکری اور عملی بے راہ روی کا اصلاح آیات الاہی کی روشنی میں کرنا ہو گا جس سے افراد معاشرہ کی بہتر ذہنی پرورش ہو (2-130) دوسرے نمبر پر پہلے آئے ہوئے نبی نے جب جب بھی اپنی چاہت سے علم وحی کو پہنچایا تھا تو شیطان قسم کی پیشوائیت نے اس نبی کی چاہت بھری تعلیم میں شیطانی القائات ملادئے پھر بعد میں آنیوالا نبی اللہ کی رہنمائی میں ان شیطانی القائات کو مٹا دیتا تھا اتنی حد تک جو اللہ کی آیات میں باطل پیشوائیت کی طرف سے ڈالے ہوئے اشتباہات کو صاف کر کر کے ان مسائل کو محکمات کے زمرہ میں لا کھڑا کر دیتا تھا (22-52) تیسرے نمبر پر انبیاء اللہ کے دئے ہوئے علم وحی کی رہنمائی میں دنیا کے اندر انقلابات لا کر باطل اور ظالم حکمرانوں کو معزول کر کے خود حکمران بنجاتے تھے سورت الانبیاء 21 آیت 79 (21-79) پھر وہ علم وحی کے ذریعے سکھایا ہوا نظام حکومت قائم کر کے نافذ کرتے تھے سورت الحج 22 آیت 41 (22-41) جس سے دنیاوالوں کے لئے

یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ کا دیا ہوا اقامۃ صلوٰۃ نامی سسٹم یہ کتنا تو کامیاب اور ممکن العمل ہے۔ نبی بنانے اور بھیجنے کے تسلسل سے جب تاریخ عالم کے صفحہ پر ابراہیم کی عالمگیریت (2-124) نے ثابت کر دیا کہ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً سورت البقرہ آیت 213(2-213)یعنی شروع والا جنت نظیر دور دنیا میں پھر سے قائم کیا جاسکتا ہے سورت الاعراف 07 آیت 29(7-29)یعنی دنیا کو بھی بہشت بنایا جاسکتا ہے سورت البقرہ آیت 201 پھر اللہ نے جو آخرت کے جہان یعنی اس دنیا کے جہان میں مرنے کے بعد دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد جب دوسرے آخری جہان کیلئے جی کر جو اٹھایا جائیگا تو اسکے لئے دنیا والے کامیاب اور رفار مر لوگ جو جگ کے لئے جیتے تھے سب کے لئے جیتے تھے اور علم وحی کے انقلابات انبیاء کے ور کر ہو کر رہے انکو آخرت کے جہان میں جنت اخروی کی ممبر شپ کا لائق تسلیم کیا جائے گا اسلئے کہ جنت کے معاشرہ میں انفرادیت پسندی والی تیری میری کی گنجائش نہیں ہو گی ابراہیمی تجربہ کے بعد موسیٰ کے لائے ہوئے انقلاب سے فرعونیت قارونیت اور ہامانیت کی جاگیر داریت سرمایہ داریت اور خانقاہیت کا تیا پانچا کر سکنے کے کامیاب تجربات کے بعد جب دنیا والوں کو باور کرایا گیا کہ علم وحی کی تعلیم سے انفرادی اور شخصی حکومتوں کے تاج اچھالے جاسکتے ہیں اور تخت گرائے جاسکتے ہیں تو اللہ نے بھی فیصلہ کیا کہ۔

فلسفہ ارسال انبیاء کو بند کر کے صرف علم نبوت کو جاری رکھوں

اور میں نے جو انسانی فلاح کیلئے علم وحی کے تجربات سے جھگی نشینوں کے ہاتھوں شاہی محلات کو کئی بار گرایا ہے سو کیوں نہ ان انقلابات نبوی کی تعلیم کا جو نوح سے لیکر محمد تک جملہ انبیاء علیھم السلام تک کا نصاب اور سلیبس ایک ہی رہا ہے (4-163)اب میں اللہ بعثت انبیاء کے سلسلہ کو موقوف کروں اور اس مجرب علم وحی کو آئندہ کے انقلابات عالم کیلئے اپنی حفاظت میں رکھ کر اسکی تعبیر اور تفسیر بھی اپنی طرف سے خود کر کے اسے ایک کتاب قرآن میں جمع کر کے دنیا والوں کے سپرد کروں (سورت الحجر 15 آیت نمبر 9۔ سورت القیامۃ 75 آیات سولہ تا انیس)۔ انبیاء علیھم السلام کے ان کامیاب انقلابات کی تاریخ اور حکمرانیوں سے جب یہ حقیقت عالم آشکار ہو چکی ہے کہ ان کو ملے ہوئے علم وحی کی غرض وغایت یہ ہے کہ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (7-157)یعنی پسے جانے والے انسانوں، غلام بنائے جانے والے انسانوں کی گردنوں میں جو استحصالی نظام والوں نے غلامی کے جو طوق ڈال رکھے ہیں قرآن کی تعلیم سے وہ زنجیریں توڑی جائیں اور دنیا کے فرعونوں اور قارونوں کو نغارے بجا بجا کر سنایا جائے

کہ إِنَّ السَّاعَةَ ءاَتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى (20-15) خبر دار تمہیں غرق کرنے کی گھڑی آگئی ہے ہم تمہیں ڈبونے کا جان بوجھ کر ٹائیم نہیں بتا رہے سو جب راج کریگی خلق خدا تو انقلابیوں کی عدالتیں الرٹ ہو کر لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى (20-15) کا بگل بجائیں گی یعنی کسی محنت کش کی محنت کو نہ لوٹا جائے عالمی استحصالی سامراج نے، نبی آخر الزمان خاتم الانبیاء جناب محمد علیہ السلام کو ملی ہوئی کتاب قرآن کو، مسلمانوں کی ایصال ثوابوں پر پلی ہوئی ختم خور مذہبی پیشوائیت کے مقابلہ میں زیادہ سمجھ کر غور و فکر سے پڑھا ہے، جس سے یہ ڈر رہے تھے کہ قران کو سمجھ کر کہیں یہ لوٹے ہوئے ننگے اور بھوکے لوگ نعرہ نہ لگائیں کہ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (53-39) جو نکمے لوگ ہوں اوروں کی محنت پر پلنے والے ہوں انکی روٹی پانی بند کی جائے اور ڈھول بجا کر پکارا نہ جائے کہ

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگادو۔
کاخ امرا کے در و دیوار ہلادو۔
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی۔
اس کھیت کے ہر گوشہ گندم کو جلادو

پھر سامراج نے دیکھا کہ ہمنے قرآن کے فلسفہ انقلاب وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ (2-219) یعنی ہر بچی کھچی چیز خرچ کر ڈالو اور عافیت اسی میں ہے کہ ریاست اپنے ہاں جمع شدہ پونجیوں سے سب کو کھلائے پلائے سورت الحج 22 آیت نمبر 41۔

پھر دلی کے گورنر اور کلیکٹر کو سر سید احمد خان اور مولانا مملوک علی خان نے سفارش کی کہ اٹھارہ سو ستاون کی بغاوت میں قید نانوتوی کی پھانسی کی سزا معاف کر کے سودے میں اس سے کوئی اور کام لیا جائے اسپر انگریز سامراج بہت سیانا جانور تھا اسنے قرآن سے جان چھڑانے کیلئے نانوتوی کو پھانسی سے معافی کی خاطر اسے دو شرط پیش کئے ایک یہ کہ آپ ایک مدرسہ قائم کریں جس میں ہندستان کے دینی مدارس کے نصاب تعلیم درس نظامی میں علم حدیث کی کتابیں بخاری مسلم ترمذی ابو داؤد نسائی ابن ماجہ کو داخل کرائیں اور اپنے قائم ہونے والے مدرسہ میں ان کتابوں کو صحاح ستہ کے نام سے پڑھانے کیلئے اساتذہ تیار کریں جو سارے برصغیر کے عربی مدارس میں جا جا کر ان حدیث کی کتابوں کی تعلیم دیں۔ آپ کی پھانسی سے معافی کا دوسرا شرط یہ ہے کہ آپ ایک فتویٰ جاری کریں کہ اس دور میں اگر کوئی مسلمان

اپنے لئے نبی بنجانے کی دعویٰ کرے تو جناب محمد الرسول اللہ کے خاتم الانبیاء ہونے کے منصب پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ سو اگر آپنے یہ ہمارے دو شرط پورے کئے تو آپکی پھانسی معاف اور آئندہ کیلئے آپکی ہماری دوستی پکی۔ سو اگر کوئی شخس درس نظامی کے نصاب کی تاریخ پڑھیگا تو اسکے شروع میں نام نہاد صحاح ستہ کی کتب حدیث کو اسمیں نہیں پائیگا۔ جو نصاب اورنگزیب کے زمانہ سے مولوی نظام الدین سہالوی نے ترتیب دیکر شروع کیا تھا۔ رہا معاملہ بانی دارالعلوم دیوبند نانوتوی صاحب اور اسکی انگریز دوستی کے خفیہ معاہدہ کی بات کا سو ویسے تو میرے ساتھ ایک بحث میں جناب پیر پاگارہ شاہ مردان سکندر شاہ مرحوم نے انگریزوں اور بانی دیوبند کی دوستی کی خبریں بتائیں جبکہ انکی یہ بات میں نہیں مان رہا تھا اور میرا موقف مولانا احمد رضا بریلوی مرحوم کے انگریز دوست ہونے کا تھا۔ لیکن جب میں نے پروفیسر ابو سلمان شاہجہان پوری کی کتاب امام انقلاب عبید اللہ سندھی پر لکھی ہوئی پڑھی جس میں نانوتوی کی اولاد کی دلی کے انگریز افسران سے نیاز مندی کے تفاصیل ہیں اور مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے اندر شیخ الہند محمود الحسن کے شاگردوں میں سے انگریز دشمن گروپ کے ساتھ بانی دارالعلوم دیوبند کے بانی نانوتوی مرحوم کے بیٹے اور پوتے کے رقابتوں کی تفاصیل پڑھیں تو مجھے پیر صاحب پاگارہ مرحوم کے موقف میں صداقت نظر آئی۔ پروفیسر ابو سلمان کی یہ کتاب آج بھی مارکیٹ میں مل سکتی ہے اگرچہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے ایک موقعہ پر اشرف علی تھانوی شبیر احمد عثمانی اور اپنے استاد بانی مدرسہ دیوبند کے بیٹوں کے گروہ کے آدمیوں کو ڈٹ کر کہا کہ یہ مدرسہ میرے استاد نانوتوی نے انگریزوں کے خلاف کھولا ہے اس لئے اب اس مدرسہ کو سیاسی حساب سے انگریزوں کے خلاف ایک مرکز کے طور پر چلانا ہے جس کو انگریز دشمن سیاست کے بغیر صرف دینی تعلیم حاصل کرنی ہے وہ اس مدرسہ سے نکل جائے ایسے کام کے لئے ہندستان میں کئی مدارس قائم ہیں ایسا شخص وہیں جا کر پڑھے، شیخ الہند کی وفات کے بعد بھی مدرسہ دیوبند کے عملہ میں انگریز دشمن گروپ کا تسلط رہا اس لئے انگریز کے حامی گروپ نے دیوبند میں رہتے ہوئے انگریزوں کی حمایت میں کام کرنے میں دشواری سمجھی تو مدرسہ کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری اور شبیر احمد عثمانی ہندستان میں انگریز کے پروردہ ایجنٹ تاجروں کے مرکز سورت چلے گئے اور وہاں جا کر ڈھابیل میں دیوبند کے مقابلہ میں مدرسہ کھولا اسپر لنڈن سے جاری ہونیوالی اخبار لنڈن ٹائمز نے اپنے ایڈیٹوریل میں لکھا کہ مدرسہ دیوبند کے ہمارے انگریز دوست علماء نے ہماری حمایت میں ڈھابیل جا کر مدرسہ قائم کیا ہے اب دیوبند کے انگریز دشمن مولوی ہمارا کیا مقابلہ کریں گے ؟۔

جناب قارئین! مجھے آپکی توجہ جناب محمد علیہ السلام کو قرآن کے ذریعے جو اللہ نے خاتم النبین بنایا ہے۔(33-40) اس اعلان اور نظریہ کی طرف مبذول کرانی ہے یعنی جناب رسول کو قرآن کے اعلان خاتم النبیین قرار دینے کو جتنا انگریزوں نے سمجھا ہے اتنا مسلم امت کے اہل علم نے نہیں سمجھا انگریز اچھی طرح سے جانتا تھا اور جانتا ہے کہ انکے سلف یعنی پرانے سامراج نے علم حدیث بنایا ہی رد قرآن کی خاطر ہے اس لئے وہ مسلم امت کے دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں علم حدیث کو لانا چاہتا تھا اور یہ کام اس نے امت کے مولویوں سے لیا دوسرے نمبر پر جو مولانا محمد قاسم نانوتوی سے یہ شرط منوایا کہ وہ ایک فتوی یا تحریر جاری کریں کہ کوئی بھی شخص رواں دور میں اگر خود کو نبی کہلائے تو اس سے جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا تو اسکی تعمیل میں بھی نانوتوی صاحب نے کئی نبیوں اور سات عدد خاتم الانبیاء کے ہوسکنے کی تحریر جاری کی جو اسکی کتاب تحذیر الناس کے نام سے درج ہے اور وہ مارکیٹ میں موجود بھی ہے نانوتوی صاحب نے یہ نظریہ حدیث کی ایک کتاب ترمذی کی اس حدیث سے دیا کہ سات آسمانوں کی طرح نیچے اوپر سات زمینیں بھی ہیں ہر زمین میں آپکے آدم نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ محمد علیھم السلام کی طرح نچلی چھ عدد زمینوں میں ان کے ہمنام نبی اور خاتم النبیین ہیں، جناب قارئین اس جھوٹی فرضی اور گھڑنتو حدیث کا سہارا لیکر نانوتوی صاحب نے انگریز کو خوش کرکے ایک طرف خود کو پھانسی سے بچایا اور دوسری طرف پورے اسلام کو پھانسی پر چڑھادیا۔ میں اوپر ذکر کر آیا کہ جب رب تعالیٰ نے مرور زمانہ کے انقلابات اور واقعات سے ثابت کردیا کہ اسکا دیا ہوا علم وحی ہر دور کے فرعونوں ہامانوں قارونوں یعنی جاگیرداریت، پاپائیت (خانقاہیت) اور سرمایہ داریت کے شکنجوں سے دنیا کے محنت کش مظلوموں کو نجات دلا سکتا ہے اور ہر دور میں انبیاء علیھم السلام نے عملی طور پر رسالت کے ان پیکیجز کو انقلابات کیلئے قابل عمل بھی ثابت کرکے دکھایا ہے تو اللہ نے بھی مستقبل میں تاقیام قیامت کے عرصہ کیلئے اپنے علم وحی کو قران کے نام سے آخری کتاب بناکر آخری شخصیت جناب محمد علیہ السلام کو آخری نبی بناکر خاتم النبیین کے لقب سے اعزاز سے بھیجا۔ اگر اس ماجرا کو مختصراً یوں سمجھا جائے کہ اللہ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے ہمیشہ ہر دور میں جو علم نبوت اور علم رسالت کے صحائف اور کتب وحی کے ذریعے بھیجے ہیں وہ نصاب ہدایت جناب نوح سے لیکر جناب محمد علیھما السلام یعنی آخری نبی تک سیم ایک ہی طرح کا رہا ہے (4-163) اور انبیاء کے بیچ کے عرصہ میں جب جب بھی شیطان صفت پیشوائیت نے انبیاء علیھم السلام کے پیش کردہ علم وحی میں تحریفات کیں اور ملاوٹیں کی تو اللہ نے بعد میں آنے والے نبی کے ذریعے ملاوٹی مشتبہات کو چھانٹی کرکے اپنی رسالت

کے پیکیجز کو خالص اور محکمات بناڈالا ہے اگر کوئی یہ سوال کرے کہ انبیاء علیھم السلام کی شخصیات پہلے کی طرح بھیجنا کیوں بند کی گئیں تو اس بات کا جواب نہایت آسان ہے کہ جب جناب نوح علیہ السلام سے لیکر جناب خاتم الانبیاء علیھم السلام تک ان گنت نبیوں کو ہر دور کی لٹیری مافیا پرائی کمایوں پر پلنے والے مترفین کے مقابلہ میں جس علم جس نصاب تعلیم کی روشنی میں جتنے بھی نبی اور انکے کمانڈر لڑے ہیں وہ فتحیاب ہوئے ہیں تو تاریخی تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ ہر دور میں یہ سارا کمال اللہ کے ارسال کردہ علم وحی کا رہا ہے ان تجربات کی روشنی میں پھر اللہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ آئندہ کیلئے میں اگر اپنی پاس شدہ اس تعلیم وحی کو شیطانی پیشوائیت مافیا کی خرد برد سے علم رسالت کے پیکیجز کو خیانت والی تحریف سے بچاؤں اور محفوظ رکھوں (15-9) تو بس یہ میرا علم ہی خود انبیاء کے قائم مقام ہوگا سو اللہ عزوجل نے اپنی آخری کتاب قرآن کو جامع مانع بنا کر اسے اپنے آخری نبی پر نازل فرمایا (سورت الاحزاب 33 آیت نمبر 40) لیکن ساتھ میں اللہ نے جو نبوت کے سلسلہ کو جناب محمد علیہ السلام کے مشہور لقب محمد کے ساتھ ختم کرنے کا ذکر فرمایا اس ٹیکنک سے گویا یہ بھی تعلیم دی کہ میرا جو اعلان ہے کہ ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور انکی اولاد میں سے انبیاء بنائے جو سارے کے سارے صاحب کتاب بنا کر بھیجے تھے (سورت الحدید 57 آیت نمبر 26) پھر جو آگے چلکر محمد علیہ السلام خاتم النبیین بنائے گئے ہیں تو اس کے لئے خصوصیت سے وضاحت فرمائی جاتی ہے کہ محمد کسی نرینہ اولاد کا ابا نہیں ہے اس اعلان سے یہ بات سمجھائی گئی کہ اٰل ابراہیم میں سے جو کئی سارے انبیاء بنائے گئے ہیں اور اسکی اٰل سے محمد علیہ السلام کو آخری نبی بنایا ہے سو آئندہ اسکی خاتمیت کو بچانے کے لئے ہم نے اسے اٰل نہیں دی اس لئے جان بوجھ کر کہ کوئی نبوت کو نسبی اٰل کی میراث نہ بنائے سو آج کے دور میں جتنے بھی مسلم کہلانے والے فرقے اٰل محمد کے نام سے درود وسلام پڑھتے ہیں ایسے سارے فرقے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی ختم نبوت کو توڑنے میں جملہ منکرین ختم نبوت اور مرزائی قادیانیوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں وہ اسطرح کہ جب نبوت اٰل ابراہیم کے بعض افراد کو دی گئی اور سلسلہ نبوت بھی ابراہیمی خانوادہ جناب محمد کو آخری نبی بنا کر اسپر ختم کیا گیا۔ جس کے لئے اللہ نے قرآن میں یہ عندیہ بھی دیا کہ میں محمد کو نرینہ اولاد نہ دیکر آئندہ کسی کے لئے بھی نسلی اور نسبی ورثہ کے نام سے اٰل محمد اور اٰل نبی کہلانے کا دروازہ بند کر رہا ہوں اس کے باوجود امامی علوم کے علمبرداروں نے قرآن کو بقول انکے شکست دیکر سارے مسلم فرقوں سے اٰل محمد نام کے درود کا ورد کراتے رہنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اسی پر عیسائی انگریزوں نے جسارت کر کے تاج برطانیہ کے اٰلہ کار مرزا غلام مرتضی کے ایب نارمل بیٹے مرزا غلام احمد کو نبی کہلوا کر ختم نبوت پر ڈاکا مارا۔

نبی بھیجنے کی غرض وغایت

بعثت انبیاء کی فلاسفی اصل میں اللہ سے انسانوں کی ہدایت کی خاطر وحی کے ذریعے علم نبوت حاصل کرنا تھا جس علم کے ذریعے ہمیشہ کیلئے انسان کو گمراہی اور شقاوت سے بچائے رکھنا مقصود تھا اور اس نبی سازی کے عمل میں دوسری خاص بات یہ بھی تھی کہ یہ انبیاء علیہم السلام اس علم وحی کو معاشروں میں اصلاحات کی خاطر انقلاب کے ذریعے عمل میں لاکر نافذ بھی کریں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ علم وحی کے فارمولے آسان اور ممکن العمل ہیں یہ فارمولے کوئی مشکل اور ناممکن العمل نہیں ہیں نہیں تو انبیاء علیہم السلام کے علم وحی پہنچانے سے اور اسکو ممکن الاستعمال ثابت کرنے کے سواء اور کوئی بھی مقصدیت نہیں ہوا کرتی تھی پھر جب علم وحی کی حقانیت تریاق کی طرح مسلم ثابت ہو گئی تو اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ آئندہ جب بھی دنیا پر حکومت چلے وہ اللہ کے دئے ہوئے علم وحی کے قوانین پر چلے جس علم کو اللہ نے قرآن کے نام سے اپنے آخری نبی پر نازل کرنے کے بعد فرمایا کہ مستقبل میں اس علم کی حفاظت کی ذمہ داری بھی میری رہے گی (15-9) ویسے جو بھی انسان پیدا ہوا ہے اس کو مرنا بھی ہے خواہ وہ انبیاء ہی کیوں نہ ہوں یہ دنیادارالفناء ہے خود جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کو بھی اللہ نے فرمایا کہ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ (39-30) تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں سو اصل میں دنیا کے اندر خلق خدا کی ہدایت کیلئے علم الاہی قرآن کی صورت میں موجود ہے جو کہ علم وحی ہے سو جو بھی شخص دنیا میں پیدا ہوا ہے اسنے مرنا تو ہے ہی اسلئے ہدایت کی خاطر اللہ نے جو انبیاء کی معرفت علم دیا ہے مقصود وہ علم ہی ہے دنیا کے رہنے تک مقصود اور مطلوب اس علم کو بچانا ہے انبیاء کی شخصیات سے اللہ نے جو کام لینا تھا وہ جناب محمد علیہ السلام خاتم النبیین تک بطور مثال اور تمثیل کے لے چکنے کا ثبوت کافی ہے آگے کیلئے اللہ کا پروگرام یہ بنا کہ دنیا میں انبیاء کو بھیجنے کا سلسلہ بند کیا جائے اور آئندہ دنیا کو علم کی روشنی میں چلایا جائے وہ بھی وہی علم جو انبیاء کو دیا گیا تھا، رہا یہ کہ اس علم وحی کو مترفین اور انسان دشمن پیشوائیت کے چنگل سے بچانے کا مسئلہ سو وہ بھی اللہ نے اپنے ذمے لے لیا ذاتی ملکیت کی نفی کا مسئلہ مزدک اور مارکس سے ہزاروں سال پہلے علم وحی نے سمجھا دیا تھا (2-35) نیز معاشیات میں قدر زائد کا مسئلہ بھی علم وحی نے بتادیا تھا۔ (2-275) (53-39)

رہنمائی کیلئے اگر علم وحی نہ ملتا تو۔۔۔۔۔۔۔۔؟

انسانی آبادی حق سچ کی تلاش میں جائز ناجائز کی جستجو میں حلال و حرام کے تعین میں ظلم اور عدل کے پیمانوں میں تجربات کرتے کرتے اپنی عمر کی صدیاں گنوا دیتی لیکن امن اور سکون کو نہ پہنچ سکتی اگر بالفرض انسان کی عمر ایک سو سال قرار دی جائے تو یہ آخرت کی لازوال زندگی جو کروڑوں سالوں سے بھی زیادہ لمبی ہے جو جنت کی زندگی ہو خواہ دوزخ کی زندگی ہو دونوں لازوال ہیں دونوں آسمانوں اور زمین کے دوام کی طرح ابدی ہیں اسلئے اللہ نے چاہا کہ انسان کی دنیاوی زندگی میں اسکی آنیسٹی کو چیک کرنے اور اسکی اصلاحی ذہنیت اور ایمان داری کو پرکھنے میں اپنی طرف سے اسے ایسا علم دوں جو اسکی رہنمائی میں وہ دنیا کی شارٹ کٹ مختصر زندگی میں رفار مر امین اور صادق بنکر دکھائے تا کہ آخرت کی مرنے کے بعد جینے والی لازوال زندگی میں اسے ایسا ترقی یافتہ ماہر بنا کر لے چلوں جو نُورُ هُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ (66-8) انکے سارے ارتقائی کام انکی دنیا میں کمائی ہوئی نورانیت سے اتنی تو ترقی کر کے دکھائیں گے جو صرف سوچوں کے تابع رموٹ پر ہی لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ (84-19) یعنی اعلیٰ درجات کو عبور کرتے ہوئے جائیں گے یہی ارتقاہے علم نبوت سے مقصود یہی ترقی ہے علم وحی سے مقصود۔

سو اللہ کے ایسے علم کیلئے ضرورت صرف اس چیز کی تھی کہ اسے خلاف قرآن شیطانی القائات کے اشتباہات سے بچا کر محفوظ کر کے کلی طور پر محکم بنا دیا جائے (22-52)(11-1) سو جب نبوت نام ہی اللہ سے ہدایت کے علمی پنکیجز لینے کا ہے اور رسالت نام ہے ان ہدایت کے فارمولوں کو لوگوں تک پہنچانے کا۔ پھر ان جملہ انتظامات نبوت کا امین اور نبی کا قائم مقام کتاب قرآن ہو گیا جسکے حفاظت کی ذمہ داری کے بعد (15-9) قیامت تک کسی بھی نبی کا آنا بند کیا گیا ہے اور جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے شان میں اللہ نے جو فرمایا کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (21-107) یعنی اے نبی آپکی رسالت جہانوں کے لئے رحمت ہے تو رسالت اور رحمت سے مراد اللہ کی کتاب قرآن ہے یہ بات بھی اللہ نے خود سمجھائی کہ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (29-51) یعنی کیا انکے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہمنے نازل کیا آپکے اوپر الکتاب جو کہ وحی متلو ہے انکے اوپر جو سراپا رحمت بھی ہے اور قانون نصیحت بھی ہے ایمان لانے والی قوم کیلئے۔ مطلب کہ نبوت اور رسالت جو خلق خدا کیلئے اللہ کی رحمت ہے وہ قرآن کی صورت میں محفوظ سلامت اور جاری ہے بند نہیں ہوئی ختم نہیں ہوئی، سلسلہ ارسال انبیاء کے ختم ہونے کے باوجود۔

محترم قارئین! آپنے غور فرمایا کہ رب تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کتاب قرآن حکیم کو رحمت قرار دیا ہے سو جو رحمت خود جناب رسول علیہ السلام ہیں وہ رحمت بھی اس کتاب قرآن کے طفیل سے ہیں کیوں کہ یہ کتاب بھی ہدی للناس کتاب ہے(2-158)اللہ نے اس محفوظ بنائے ہوئے قرآن کی شان میں فرمایا ہے کہ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ (50-29)میری کتاب قرآن کا ایک ایک نظریہ ایک ایک قول اٹل اور غیر متبدل ہے اگر میں اللہ اپنا کوئی اصول بدلوں تو بندوں کے اوپر ظلم ہو جائے گا سو جو کتاب علم وحی ہے قرآن ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی تو گویا کہ قرآن کی حفاظت کے ساتھ نظریہ ختم نبوت بھی محفوظ ہے چہ جائیکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس جیسا کوئی سامراجی ایجنٹ اپنے لئے نبی بننے کی کتنی بھی لاف زنیاں کرے لیکن خود اسکی زبانی کہ اسکے پاس علم وحی لانے والے ملائکوں کے یہ نام ہیں ایک ٹیچی ٹیچی دوسرا ملائک شیر علی تیسرا ملائک خیراتی چوتھا ملائک مٹھن لال پانچواں ملائک حفیظ چھٹا ملائک درشنی کون نہیں جانتا کہ اللہ کی طرف سے انبیاء کا وحی لانے والا ذریعہ روح القدس جبریل امین ہے۔ انٹرنیٹ پر مرزا صاحب کے پاس اوپر جو چھ عدد نام وحی لانے والوں کے لکھے گئے ہیں یہ تو اس وقت کے انگریز حکومت کے جاسوس تھے جس انگریز سرکار نے مرزا صاحب کو نبی بنایا تھا اسوجہ سے کہ مسلم امت کو بہکانے کے لئے قرآنی علم وحی سے دور کرنے کے لئے انہوں نے ماضی میں امام، آیت اللہ، روح اللہ، پیر، فقیر، اولیاء، صوفیاء، غوث، قطب، ابدال، صوفی کے القابوں والے کئی ایجنٹ قرآن دشمن سامراج نے ہر دور میں میدان میں لائے ہوئے تھے ان جملہ مذہبی غلافوں میں لپٹی ہوئی مافیائوں نے کشف کرامت فرضی اُل رسول اور الہامات کے کئی ڈھکوسلوں سے لوگوں کو رد قرآن کی خاطر کئی علوم دینے کے حیلے کئے لیکن ان جملہ القاب والے اللہ کی کتاب قرآن میں ترمیم و تبدیل کی پوزیشن میں نہیں تھے باطل کے ان سب حیلوں کے بعد بھی قرآن میدان جہان میں ڈٹا ہوا ہے پکار رہا ہے۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جھٹکے سے
آئے کر کے دکھائے کوئی گرفتار مجھے

اللہ عزوجل نے سلسلہ انبیاء کو جناب محمد علیہ السلام کے بعد ختم کرتے ہی اعلان فرمایا کہ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلاً لاَّ مُبَدِّلِ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (6-115)یعنی ماضی میں میرے سارے انبیاء کے علم نبوت کا جو مأخذ انکے دور میں ملی ہوئی میری کتاب ہوتی تھی اب آخری نبی کے بعد اسے دی ہوئی کتاب قرآن میں فلاح انسان

کے سارے قانون میں مکمل کر چکا جسکا ہر نظریہ اصول اور قانون صداقت اور عدالت پر مبنی ہے لاَّ مُبَدِّلِ لِكَلِمَاتِهِ اللہ کے قوانین میں فیصلوں میں کوئی تبدیلی نہیں آنی مرزاغلام احمد قادیانی کو انگریز سرکار کی طرف سے بھیجے جانے والے ٹیچی ٹیچی نامی ملائک کے ہاتھوں ڈھیر سارے روپیے دیکر بھیجنا کہ اعلان کرو کہ آئندہ کیلئے اللہ نے میری نبوت کی معرفت آپ کے اوپر ہتھیاروں سے جنگ کرنا معاف کر دیا ہے یعنی مرزا قادیانی کو یونین جیک کی اس طرح کی بھیجی ہوئی وحی سے بھی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

دنیا بھر کے دشمنان قران سن لیں کہ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا(5-3) جناب محمد علیہ السلام کے خاتم الانبیاء بننے کے دور میں اسلام کو بطور کائناتی دین اور قانون کے مکمل کر کے دیا جارہا ہے۔ یہ قرآن جو قول رسول ہے (81-19) سن رکھو کہ یہ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (81-27) یہ انٹرنیشنل عالم گیر اور بین الاقوامی قانون ہے۔ اللہ نے اپنی یہ کتاب قرآن اپنے آخری نبی محمد علیہ السلام کو دیکر اس سے اعلان کرایا کہ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (7-158) یعنی اے دنیا بھر کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کی جانب سے بھیجا گیا ہوں۔ میری مشن یہ ہے کہ میں مجھے ملی ہوئی ہدایت سے اور ملے ہوئے دین حق سے جملہ ادیان باطلہ اور مذاہب کو مسمار کر کے حق سچ کو غالب کروں (هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (9-33) یعنی مجھے ملی ہوئی اپنی رسالت کے ذریعے دنیا کے سارے مذاہب کو مٹانے اور مسمار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دنیا بھر کے لوگ سن لیں سمجھ رکھیں کہ اللہ کی جانب کے ذریعے جو سلسلہ نبوت جناب محمد علیہ السلام پر ختم کیا گیا ہے اسکیلئے بھی یہ نظریہ قرآن میں واضح طور پر سمجھایا گیا ہے کہ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا (33-7) یعنی ہم نے جب نبیوں سے انکا میثاق لیا اور تجھ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم ہم نے ان سب سے نہایت سخت وعدہ لیا۔ اس آیت کریمہ میں غور فرمایا جائے کہ جناب نوح علیہ السلام سے لیکر جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام تک جملہ انبیاء سے میثاق لینے کا ذکر آگیا ہے سوجو اگر انگریزوں کا گماشتہ مرزاغلام احمد قادیانی جو اندازاً اپنی ساٹھ سال کی عمر میں نبی بنایا گیا ہے وہ تو اوپر کی آیت کریمہ (33-7) میں میثاق لئے جانے والے انبیاء علیھم کی لسٹ میں ہجری چودھویں

صدی میں دعوی نبوت کرنے والا مدعی نبوت ہرگز شمار میں نہیں آسکتا۔ تو مرزا صاحب کی بغیر میثاق والی نبوت تو صرف محمدی بیگم سے شادی رچانے کا ایک ناکام حیلہ ہی ہوا۔

قرآن سے جنگ کی شارٹ کٹ تاریخ

شروع اسلام کے زمانہ میں قرآن کے منہاج پر وفات رسول کے بعد میراث علم نبوت جو کتاب قرآن حکیم ہی ہے اور بقاء فلسفہ ختم نبوت کا گُر قرآن حکیم نے بتایا کہ جناب محمد علیہ السلام کو نرینہ اولاد نہ دیکر اٰل رسول کا دروازہ بند رکھنے میں بھی ہے پھر اتحاد ثلاثہ کے دانشوروں نے قرآن کے مقابلہ میں علم حدیث ایجاد کرکے اسکی روایات سے ابن رسول اور اٰل رسول کے کئی فرضی کردار میدان میں لائے پھر جو قرآن نے بتایا کہ جناب محمد کے ساتھیوں میں آپس کے اندر اتنی محبت ہے جو دنیا بھر کی دولت خرچ کرنے سے انکی طرح کا اتحاد قائم نہیں کیا جاسکتا (48-29) (8-62-63) سو قرآن کے ان چیلنجز کو توڑنے کیلئے فارس کے روایت ساز دانشوروں نے سیکڑوں حدیثیں مشاجرات صحابہ کے موضوع پر بنائیں جن میں فرضی جنگوں کے فرضی داستان فرضی ہیروز فرضی ولین بناڈالے جن کی مصنوعیت خود انکے ناموں سے ہی عیاں ہے۔ علم حدیث کے ذریعے سے قرآن حکیم کے مقنن ہونے کی (45-50) حیثیت توڑی گئی یہ بھی ایک قسم کی ختم نبوت کے فلسفہ پر وار ہے۔ پھر علم حدیث سے فقہی مسائل کے استنباط سے بھی قرآن کے مقنن ہونے کی حیثیت میں شرک کیا گیا، جو خلافت عباسیہ کے قیام سے لیکر مدارس عربیہ کے نصاب میں تاہنوز جاری ہے۔ پرانے سامراج کے جانشین یونین جیک نے جب قیام مدرسہ دیوبند سے علم حدیث کو داخل درس نظامی شامل کرایا تو انگریزوں نے فلسفہ حدیث کے سہارے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا۔ پھر بھی نئے سامراج کو مسلم امت کیلئے گھڑی ہوئی دینیات علم حدیث، فقہ اور تفسیر القرآن بالروایات اتنی مضبوط نظر نہ آئیں اسلئے کہ دنیا میں قرآن موجود ہے تو اس نے ایک طرف نظام الدین اولیاء اور رائیونڈ میں تبلیغی جمائت قائم کی جس کا نصاب۔ چھ باتیں، فلسفہ قرآن کے خلاف ایجاد کیا جسکی تفصیل میری کتاب "رائیونڈ کی مٹی سے عالمی سامراج کا انتقام" میں پڑھی جائے جو میرے نام سے فیس بک پر موجود ہے پھر اس جماعت کے تبلیغ کی خاطر بھرتی شدہ افراد سے یہ مشہور کرایا جارہا ہے کہ قرآن ہر ایک کے سمجھ میں نہ آنیوالی کتاب ہے اس لئے صرف ہمارا نصاب چھ باتیں پڑھا کریں لیکن اب اس نصاب کی چھ باتوں میں ایک مزید بات کا اضافہ کرکے اسے سات باتیں بنایا گیا ہے شروع میں

اس ساتویں بات کو جماعت کا امیر بھائی عبد الوہاب نہیں مان رہا تھا لیکن پاکستان کے ملا عمر کے دنوں کے کمانڈر انچیف جنرل ناصر کے حکم کے آگے بھائی عبد الوہاب شکست کھا گئے اور نصاب کی نئی ساتویں بات کو آجکل جماعت کا عوام کے لئے ترجمان طارق جمیل اپنے بیانات میں وہ ساتویں بات مرثیہ جات کربلا کو شیعہ ذاکروں سے بڑھ کر اچھی طرح بیان کر رہا ہے۔ کیا، کیا جائے آخر نوکری تو کرنی ہے۔

ویسے ان حربوں سے اللہ کی کتاب قرآن سے لوگوں کو دور رکھنے کے جتنے بھی حیلے کئے گئے ہیں اگر دنیا میں کوئی قرآن دوست یونیورسٹی ہو جو قرآن پر اسلام کے ایسے صرف نام لیوا اور باطن میں خبر نہیں کیا، کیا کے افراد تنظیموں اور فرقوں کے مظالم پر اگر ریسرچ کرائے اور P.H.D-M.A کے تھیسز لکھوائے تو کئی خانقاہیں کئی خانوادے میڈ ان یو کے اور تل ابیب ثابت ہو جائیں گے اس لئے کہ فرقہ اہل حدیث کے ماہوار رسالہ رشد پاکستان کے شہر لاہور سے جاری ہونیوالے کے شمارہ (4) ماہ جون 2009ع کے اسپیشل نمبر (قرائت) میں صفحہ 677 پر لکھا ہے کہ سعودی حکومت نے چار عدد متداولہ (رولو) روایات پر مبنی قرآن شائع کئے ہیں۔ اور اسی رسالہ میں صفحہ 678 پر لکھا ہے کہ ان کے (یعنی ان لاہوری اہل حدیثوں کے مدرسہ بنام کلیۃ القرآن لاہور کے فضلاء میں سے زیادہ محقق اساتذہ نے سولہ قرآن تیار کئے ہیں۔ مجھے ایک اہل حدیث نوجوان نے بتایا کہ کوئی بھی مخالف ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا و آجکل ہم اہل حدیث اور ملک کی ایک طاقتور ایجنسی ایک ساتھ کام کر رہے ہیں مطلب کہ اتحاد ثلاثہ اپنی قرآن دشمنیوں کو ہر وقت رواں دواں رکھتا ہوا آرہا ہے انکی قرآن دشمن اسکیمیں مرزا غلام احمد کی نبوت کے بعد بھی مختلف ناموں اور عنوانات سے داعشیوں، طالبانیوں القائدہ اور انکے سرپرست ہمنواؤں کی شکل میں مصروف کار ہیں وہ بھی اسلامی نام کی جماعتوں کے سایہ تلے۔

تخلیق آدم کی مقصدیت سے متعلق رب تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (23-115) یعنی کیا تم لوگ یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ ہم نے تمھیں کوئی کھیل تماشہ کی خاطر پیدا کیا ہے جو اس دنیاوی زندگی کے اختتام کے بعد آپکو ہماری طرف لوٹنا ہی نہیں ہے۔

محترم قارئین! افسوس ہے کہ لوگوں نے اللہ کی کتاب قرآن کو غور سے نہیں پڑھا جسکی وجہ سے وہ اپنے مقصد حیات سے بھی جاہل اور بے خبر بنے ہوئے ہیں اور اللہ کی انسانی تخلیق کو کھیل تماشا قرار دیکر (21-16) غفلتوں کے قعر مذلت میں غلطاں ہیں ساتھ میں فلسفہ حیات فلسفہ زندگی کو بھی یہ لوگ سمجھ نہیں پائے اسے صرف اتنا سمجھا کہ دنیا

میں پیدا ہو کر مزے کئے یا رسوائی کی زندگی گذاری پھر مر گئے۔ اس سے آگے کچھ نہیں۔ یہ اتنا سا مقصد حیات تو نہایت بے سود ہوا، اس سے تو اچھا تھا کہ پیدا ہی نہ ہوتے ہاں یہ نظریہ ایسے لوگ رکھ سکتے ہیں جو اللہ کی ذات اور ہستی کو نہ جانتے ہوں جسکا تعارف قرآن حکیم نے کھول کر سمجھایا ہے اوپر جو آیت (23-115) عرض کی گئی جس میں رب پاک نے فرمایا تم انسانوں کی تخلیق کوئی کھیل تماشا نہیں برابر تمہاری حیات دنیاوی فانی ہے لیکن اصل میں تم لوگ فانی نہیں ہو تم لوگ اگر اللہ کی راہ ہدایت پر دنیا میں حقوق ربوبیت کے حصول کی جنگ میں قتل ہو گئے تو تمہاری حیاتی لازوال اور جنت نظیر ہو گی (3-169) اگر قتل نہ بھی ہوئے صرف لوگوں کے حقوق پرورش کی خاطر جدوجہد کرتے رہے اور طبعی موت مرے پھر بھی آپکی حیات جاوداں اللہ کی قربت کی مستحق ہو گی (22-58) مطلب کہ زندگی ایک سیل رواں ہے صرف دنیا کی زندگی میں عارضی حیاتی میں پاس ہو کر دکھانا ہے پھر جو یہاں مر جانے کے بعد اخروی زندگی ملے گی جو ابدی اور دائمی ہو گی انسانی کمالات اور عروج کی منازل تو وہاں ملتی رہیں گی جسکے لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ لترکبن طبقا عن طبق (84-19) یعنی طبقات عالی منزلت کا حصول یہاں دنیا میں حاصل کردہ نورانیت سے ہی مل پائے گا (57-13) جو دنیا میں اعمال صالح آپنے کئے انکی وجہ سے آپ کے دل و دماغ میں جو خلق خدا کے لئے ہمدردی کے احساسات پیدا ہوئے وہ آپ کیلئے آخرت کی زندگی میں ایسے نور کا کام دیں گے جو اس نور سے آپ آخرت کی ارتقائی منازل پر سے لقاء رب سے محظوظ ہوتے رہیں گے۔

محترم قارئین! خلاصہ گذارش یہ ہوا کہ موجودہ دنیا کی عارضی زندگی میں راہ ہدایت پر چلکر منزل مقصود تک پہنچنا ہے اسکی رہنمائی کی خاطر اللہ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی طرف سے علم وحی کے صحائف دیکر بھیجا کہ انکی روشنی میں لوگوں کو راہ راست پر چلا کر انہیں اللہ سے ملائیں یہ سلسلہ انبیاء جناب نوح سے لیکر جناب محمد علیہم السلام تک ہدایت کے ایک علمی موضوع پر دیا جاتا رہا جسکے ہر دور میں کامیابیوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ رشد و ہدایت کا یہ علمی نصاب تیر بہدف کامیاب پیکیج رسالت ہے پھر اسکی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اپنے اوپر لے کر اسے اپنے آخری نبی محمد علیہ السلام کے معرفت دنیا میں بھیجا جو ہر دور میں باد مخالف کے طوفانوں سے ٹکر کھاتا ہوا اچل رہا ہے۔

مذاہب کو مٹانے سے ہی قرآن کا راستہ صاف ہو گا

فیض نبوت ختم نہیں ہوا وہ کتاب قرآن کی صورت میں محفوظ و موجود ہے پھر جو لوگ زوری قرآن کو دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اللہ بغیر قرآن کے دنیا کو نہیں چلائیگا لوگوں کی ہدایت کی جواب دہی جو اللہ نے اپنے اوپر

رکھی ہے(17-15)وہ ختم کی گئی تو دنیا کو بریک دینی پڑے گی سو اللہ نے جو فرمایا ہے کہ قرآن نور ہے(4-174) لوگ چاہتے ہیں کہ وہ اس نور کو بجھائیں(9-32) لیکن اللہ کا پروگرام ہے کہ وہ قرآن دشمنوں سے ٹکر کھا کر بھی قرآن کی نورانیت کو اسی دنیا میں کمپلیٹ عیاں فرمائے چہ جائیکہ سارے مذاہب کو ڈھانا ہی کیوں نہ پڑے(9-33) اس لئے کہ اللہ کے نور قرآن کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والے یہی لوگوں کے بنائے ہوئے مذاہب ہی ہیں جن کو ملیامیٹ کرنے سے قرآن کا راستہ صاف ہو گا۔

آگے چلکر طارق جمیل کی خرافاتی روایات والی کربلا کی مرثیہ جاتی تقاریر کو عوام نے قبول نہیں کیا اور رائیونڈ کے تبلیغی نصاب میں اس ساتویں بات کے اضافہ سے جماعت کے ذہنی طور پر پرانے تیار کردہ لوگوں کے ذہنوں میں شک شکوک پیدا ہونے شورع ہوئے ان کے ساتھ لوگوں کو جو طارق جمیل سے عقیدت تھی انہوں نے اس میں شک شکوک ڈالنے شروع کئے ساتھ میں ان کو جو طارق جمیل سے عقیدت تھی وہ بھی بائیکاٹ کی شکل میں ظاہر ہونے لگی تو طارق جمیل نے اپنی تقاریر میں بیانات میں آخرت کی جنت کی زندگی میں حوروں کی زیب وزینت کے تذکرے شروع کئے اور انکی تزئین و آرائش کی بیوٹی پارلر کا ماسٹر جو اللہ کو بنا کر پیش کیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے حوروں کی زیبائش کریں گے نہ صرف اتنا بلکہ جنت میں موسیقی پر اللہ خود گانے بھی گائیں گے حضرت داؤد علیہ السلام کی معیت میں مطلب کہ جب طارق جمیل کی تقریر سے طالبانی والنٹیروں کو دہشتگردی کی خاطر بم بلاس کرنے کیلئے تیار کرنے کیلئے مر جاتے ہی حوروں کی جھرمٹ میں پہنچ جانے کی باتیں سنا سنا کر انکو ایسے عمل کے لئے تیار کیا جاتا ہے تو حوروں کے ساتھ سیکسی عمل کے قصے بھی حدیثوں کے نام سے خوب سنائیں جس کے تفاصیل بازار حسن سے بڑھکر حسن بن صباح کے تیار کردہ جنت سے بھی زیادہ ہوتے ہیں جو وہ بھی اپنی جنت اور اسکی حوروں کی لالچ میں خودکش رضاکار تیار کرتا تھا تبلیغی جماعت کے ان نئے خرافاتی نصاب تبلیغ سے جو مخلص لوگوں نے انکے ساتھ بائیکاٹ کا سلوک اختیار کیا تو اب جماعت کے تخلیق کاروں نے ایسی خرافات کو دین اسلام مین مقصد قرار دینے کیلئے طارق جمیل کو ملک کی ٹی وی چینلوں پر مہنگے بل دیکر لوگوں کو گھر بیٹھے رائیونڈی خلاف قرآن سات باتوں والا دین سکھانا شروع کیا ہے جو یہ بھی رسالت اور نبوت کے پیکیج قرآن حکیم کے خلاف ہونے کی وجہ سے انکار ختم نبوت پر مبنی فرقہ ثابت ہوا۔

مسئلہ ختم نبوت پر ضروری نوٹ

مرزائی قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی دعوی نبوت کو سچا ثابت کرنے کے لئے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے کہ آیت کریمہ (33-40) میں جملہ خاتم النبیین میں لفظ خاتم کی معنی مہر اور ٹھپہ لگانے والا ہے یعنی جناب محمد علیہ السلام اپنی وفات کے بعد بننے والے نبیوں کی نبوت کی تصدیق اور سچائی کے لئے انکے اوپر مہر اور ٹھپہ لگانے والا ہے۔
یہاں ہم سوال کرتے ہیں کہ جناب نوح علیہ السلام سے لیکر جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام تک قرآن حکیم میں کسی بھی نبی کے بننے کے اوپر مہر اور ٹھپہ لگانے کا کہیں بھی ثبوت اور ذکر ہے تو ثابت کیا جائے؟ انبیاء سابقین کے لئے قرآن حکیم میں کسی کو نبی بنانے اور نبوت دینے کیلئے ہر جگہ جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ صرف آتینا۔ یؤتیہ۔ جعلنا۔ جعلنی۔ ووھبنا۔ جعل، وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں جن جملہ انبیاء کے تذکرے میں کسی ایک بھی نبی کو مہر اور ٹھپہ لگانے کا ذکر نہیں آیا کوئی اگر یہ کہے کہ کتاب بخاری کی حدیث میں جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کو بکریاں چرانے کی بچپن والی عمر میں نبوت کی مہر لگانے کی حدیث موجود ہے تو جواب میں عرض ہے کہ علم حدیث کے حساب سے سب سے پہلا ختم نبوت کا منکر امام بخاری ہے جس نے اپنی گھڑی ہوئی حدیثوں میں اچھے خوابوں کو نبوت کے حصص میں سے شمار کیا ہے مطلب کہ علم حدیث ایجاد ہی انکار ختم نبوت کے لئے کیا گیا ہے ساتھ میں علم حدیث کی روایات قرآن کا بھی رد کرتی ہیں ثبوت کے لئے میری کتاب "فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے" پڑھی جائے (جو فیس بک پر میرے نام سے موجود ہے)۔
لفظ ختم کے جدا جدا صیغے قرآن حکیم میں کل آٹھ بار استعمال ہوئے ہیں۔ ختم، تختم، یختم، خاتم، ختام، مختوم۔ لفظ ختم بمعنی مہر اور ٹھپہ کے بلکہ تختم اور یختم بھی مطلب کہ ان سب کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے یعنی یہ مہریں اور جملہ ٹھپے اللہ نے خود لگائے جن کا تعلق دلوں سے ہے کانوں سے ہے آنکھوں سے ہے اور مونہوں سے ہے، اور بس۔ تو اب بتایا جائے کہ اگر خاتم النبیین کی معنی سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے نہیں ہے، جس کی تائید قرآن کے الفاظ ختام اور مختوم کرتے ہیں (83-26-25) جس کی معنی پیک شدہ اور بند کردہ شدہ ہے۔ بلکہ اسکے الٹ سلسلہ نبی سازی کو جاری رکھ کر انکی تصدیق کیلئے مہریں لگانا ہے تو جناب رسول علیہ السلام تو فوت ہو گئے ہیں (39-30) مرزا غلام احمد نے اپنے اوپر ٹھپہ کس سے لگوایا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے علاوہ اور کتنے لوگوں نے اپنے نبی بننے کے اپنے اوپر ٹھپے لگوائے اور جو ٹھپے لگانے کا کام خود اللہ کے ذمے تھا (2-7)(6-46)(45-23) اس سے اللہ نے کب استعفیٰ دی؟

ہوئے مر کے تم جو رسوا ۔ کیوں نہ ہوئے غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا